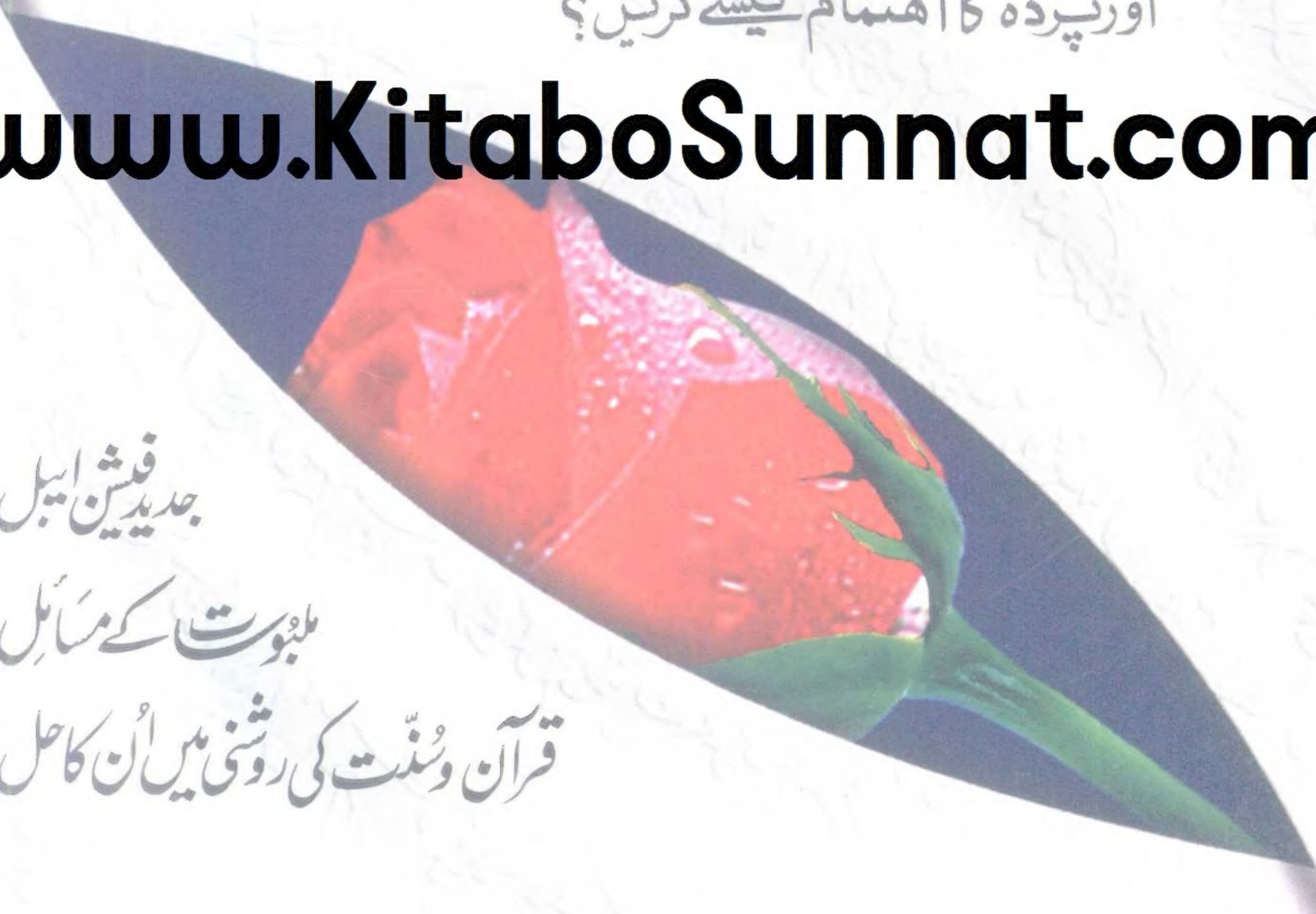
تحقیق و تخریج اور مفید اضافوں پر مبنی

جدید ایڈیشن

مومنات کا پردہ اور لباس

مومنات، نماز میں اور گھر سے باہر لباس
اور پردہ کا اہتمام کیسے کریں؟



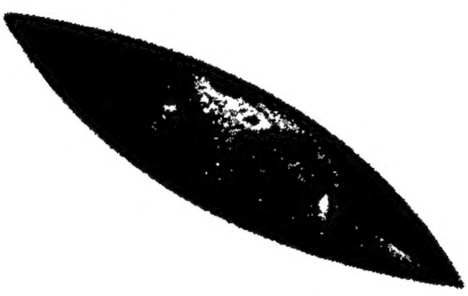
جدید فیشن ایبل
ملبوسات کے مسائل
قرآن و سنّت کی روشنی میں اُن کا حل

تالیف : شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

تعلیقاتِ علمیہ : علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

دار الابلاغ
DARULIBLAGH

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ



مومنات کا پردہ اور لباس

DARULIBLAGH

کتاب وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ

نام کتاب .... مومنات کا پردہ اور لباس

تالیف .... شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

مترجم .... مقصود الحسن فیضی

تعلیقات علمیہ .... علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

اعداد و اضافہ .... محمد طاہر نقاش

قیمت .... 64 روپے

پاکستان میں ہماری کتب مندرجہ ذیل اداروں سے مل سکتی ہیں

• لاہور۔ دارالاندلس۔ مرکز القادسیہ 7230549۔ دارالسلام شوروم 7232400۔ مکتبہ قدوسیہ 7230585۔ مکتبہ سلفیہ 7237184۔ کتاب سرائے 7320318۔ اسلامی اکیڈمی 7357587۔ نعمانی کتب خانہ 7321865۔ مکتبہ رحمانیہ 7224228۔ مکتبہ دارالھدیٰ 7639557۔ البلاغ 3-5717842۔

• راولپنڈی۔ تجلیات طیبہ کمیٹی بازار۔ 5535168۔ • اسلام آباد۔ مسعود اسلامک سنٹر 2261356۔ البلاغ 2281420۔

• کراچی۔ دی بک ڈسٹری بیوٹرز 7787137، مکتبہ دارالقرآن، 021-2211998 علمی کتب خانہ اردو بازار 2628939۔

• فیصل آباد۔ مکتبہ اسلامیہ بیرون امین پور بازار، 631204۔ مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار 041-2629292، 0300-6628021

• پشاور۔ معراج کتب خانہ 214720۔ • حیدر آباد۔ مکتبہ دعوت السلفیہ 0333-2607264

• سیالکوٹ۔ مکتبہ رحمانیہ، ناصر روڈ سیالکوٹ 052-4591911

دارالابلاغ پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

رحمن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 0300-4453358, 042-7361428

تحقیق وتخریج اور مفید اضافوں پر مبنی
جدید ایڈیشن

مومنات کا پردہ اور لباس

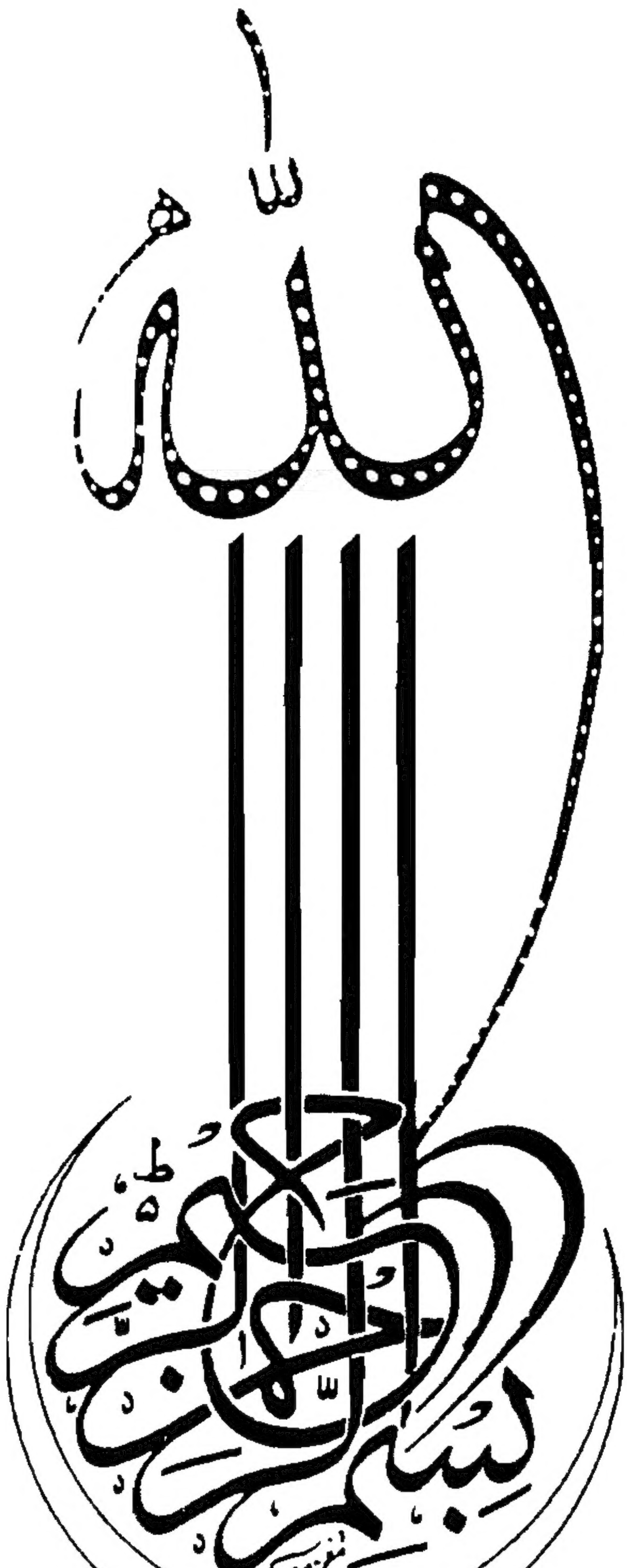
مومنات، نماز میں اور گھر سے باہر لباس
اور پردہ کا اہتمام کیسے کریں؟



جدید فیشن ایبل
ملبوسات کے مسائل
قرآن وسنّت کی روشنی میں اُن کا حل

تالیف : شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ : مقصود الحسن فیضی
تعلیقاتِ علمیہ : علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ

DARULIBLAGH
دار الابلاغ
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
لاہور پاکستان



شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے

آئینہ

مومنات کا پردہ اور لباس

باب : ٣

عورت کے جسم کا پردہ

(سورۂ نور کی روشنی میں)

ضمیمہ

لباس اور پردے کے جدید مسائل

❀❀❀

حرف تمنا

پردہ ہی سب کچھ ہے

پردہ کیا ہے؟......ایک پھول کی رعنائی ہے...... ایک کلی کی زیبائی ہے......اور ایک مؤمنہ عورت کی شناسائی ہے۔ پردہ اس مؤمنہ کا حسن ہے...... اس کی خوبصورتی ہے...... اس کی خوب سیرتی کی علامت ہے...... پردہ اس کی حیاء کا آئینہ دار ہے......اس کی اسلام کے ساتھ وفا کا پیامبر ہے...... پردہ اس کی آن بان...... شان ہے...... پردہ اس کے اسلامی تشخص کی پہچان ہے...... پردہ اس کی اسلامی حمیت و غیرت کا نشان ہے...... پردہ مؤمنہ کی جان ہے...... پردہ اس کی معاشرہ میں اعلیٰ شخصیت کی تعمیر کے لیے ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ہے...... پردہ اس کے گلشن حیات کا نکھار ہے...... اس کی شاہراہ حیات کے لیے باغ و بہار...... چمن زار......اور گلزار ہے...... اس کے حیاء بھرے آنگن میں کھلنے والا کنول ہے...... ایک گلاب ہے......چنبیلی اور موتیے کا پھول ہے کہ...... جس کی خوشبو اس کے چاروں اطراف کو مہکا رہی ہوتی ہے...... مسحور و معمور......اور مخمور کر رہی ہوتی ہے......

پردہ ہی مؤمنہ کی رفعت و بلندی...... اولعزمی...... اعلیٰ ذوق وشوق...... بلند و اعلیٰ کردار...... طیب و پاکیزہ اور درخشندہ...... نیر و تاباں، روشن و رخشاں، سیرت کی علامت ہے۔ پردہ اس کی عفت و عصمت کے تحفظ کی ضمانت و گارنٹی ہے۔ بلکہ پردہ تو اس کے لیے بلٹ پروف جیکٹ ہے۔

مختصر یہ کہ پردہ ہی اس کی دنیا میں راحت و آرام اور سکون ہے...... اور پردہ ہی اس کی آخرت میں جنت ہے۔ اسی پردہ کی اہمیت کے پیش نظر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور مندرجہ ذیل کتاب لکھی۔ اس میں انہوں نے

عورت کا نماز میں لباس کیسا ہونا چاہیے اور عورت کے گھر و گھر سے باہر پردہ کے احکام کو مختصر مگر جامع انداز میں بیان کیا ہے' اگرچہ یہ کتاب پہلے بھی مختلف اداروں کی طرف سے شائع ہو چکی ہے لیکن دارالابلاغ کی ٹیم نے اس پر خصوصی محنت کر کے اس کو ایک نئے انداز میں پیش کیا ہے۔ اس کی تحقیق و تدقیق اور تخریج نئے سرے سے کی۔ فٹ نوٹس میں وضاحتی امور کو مزید کھول کر بیان کر دیا ہے۔ مختلف مباحث کو ذیلی سرخیوں میں تقسیم کر کے مسائل کو واضح کر دیا ہے۔ بندہ ناچیز نے آخر میں ''پردہ ولباس کے جدید مسائل'' کے عنوان سے ایک ضمیمہ کا اضافہ کر دیا ہے' تاکہ مؤمنہ عورت نماز میں پردہ ولباس کے احکام کے علاوہ جدید دور میں جدید ملبوسات کے متعلق بھی مکمل شرعی رہنمائی حاصل کر سکے۔ فضیلۃ الشیخ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری حفظہ اللہ نے اس کی نظرثانی کی ہے اور اس پر محدث عصر الشیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیقات علمیہ کا اضافہ بھی کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خواتین اسلام کے لیے دارالابلاغ کے اس ھدیے کو قبول فرمائے۔ آمین ۔ اور مؤمنہ بہنوں کو پردہ کے احکام پر عمل کر کے جنتوں کے حصول کی متمنی و خواہش مند بنائے۔ آمین۔

خادم کتاب و سنت

محمد طاہر نقاش

۵ مارچ ۲۰۰۵ء لاہور

پیش لفظ

بقلم: فضیلۃ الشیخ صفی الرحمٰن المبارکپوری

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى عَبْدِهٖ وَرَسُوْلِهِ الْمُصْطَفٰى، وَ عَلٰى آلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ مَنْ وَالَاهُ أَمَّا بَعْدُ

عورت کے لیے پردہ اسلامی شریعت کا ایک واضح حکم ہے۔ اور اس کا مقصد بھی بالکل واضح ہے۔ اسلام نے انسانی فطرت کے عین مطابق یہ فیصلہ کیا ہے (کہ زوجین یا محرمات کے علاوہ مرد و عورت کا بے حجابانہ اختلاط نہ ہونے پائے۔ اور حجاب میں ہوتے ہوئے بھی کسی ضروری بات چیت کے موقع پر عورت کو نزاکت کی بجائے درشت لہجے میں بات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔) تاکہ غیر مرد اور عورت سے ضروری بات کے موقع پر عورت اور مرد کے تعلقات پاکیزگی' صفائی اور ذمہ داری کی بنیادوں پر استوار ہوں اور ان میں کہیں کوئی خلل در نہ آنے پائے۔ اس لیے یہ تکمیل خواہشات کا خالص حیوانی ذریعہ ہے۔ جس میں طہارت اور ذمہ داری کی ادنیٰ سی بھی جھلک موجود نہیں۔ بلکہ یہ جسمانی و روحانی آفات کا سرچشمہ ہے۔ (اللہ ارحم الراحمین کی طرف سے غیر مرد و عورت کے بے حجاب آزادانہ و غیر ذمہ دارانہ میل جول پر پابندی میں یہ حکمت ہے کہ بے حجابی زنا کا راستہ ہموار کرتی ہے۔ اور زنا اخلاقیات کے ساتھ ساتھ نسل انسانی کے لیے بربادی اور ہلاکت کا باعث بنتا ہے۔) اسی لیے اسلام نے زنا کی اس برائی کے سد باب کے لئے مندرجہ ذیل تین تدبیریں اختیار کی ہیں:

① ربانی ارشاد وہدایت اور نبوی وعظ و تذکیر' اس کا بیان کتاب اللہ کی آیات او سنت رسول اللہ ﷺ کے مختلف ابواب میں نہایت مؤثر اور بلیغ انداز سے موجود ہے۔ کہیں عفت و عصمت پر بہترین اجرو انعام کا ذکر ہے' تو کہیں فحش کاری پر وعید شدید۔

② حدود اور سزائیں: کہ جس کے تحت غیر شادی شدہ زانی کو سو کوڑے مارنے اور شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے کا انتہائی شدید ترین حکم ہے۔

③ غیر محرم مرد و عورت کی ایک دوسرے سے مکمل علیحدگی' اور ان کے باہمی اختلاط پر دو ٹوک پابندی۔ اسی پابندی کا حصہ یہ ہے کہ اگر عورت کو گھر سے باہر نکلنا' اور اجنبی مردوں کے سامنے سے گذرنا پڑے تو وہ پردہ کرلے۔

چونکہ چہرہ حسن و قبح کا اصل معیار ہے' اور اس پر ابھرنے والے تاثرات دلی جذبات و احساسات کی ترجمانی کرتے ہیں اور نگاہ پیغام رسانی کا کام انجام دیتی ہے' بلکہ خفیہ جذبات و احساسات کو ابھارتی بھی ہے۔ اس لئے پردے کے حکم کا اولین منشاء یہ ہے کہ چہرہ نگاہوں سے اوجھل رہے۔ اور نگاہ' نگاہ سے ٹکرانے نہ پائے۔

مگر یہ عجب ستم ظریفی ہے کہ بعض علماء نے سب سے بڑھ کر اسی مسئلہ میں اختلاف کیا ہے۔ اور بہت سے پرجوش لوگوں نے تو اس بے احتیاطی کو عین منشائے اسلام قرار دیا ہے۔ اور اس کے لئے عجیب و غریب ''دلائل'' پیش کئے ہیں۔ چنانچہ ایک دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ عورت کو حالت نماز میں چہرہ اور ہاتھ کھلا رکھنے کی اجازت ہے۔ انہیں ڈھانپنے کا حکم نہیں ہے۔ اس لئے یہ دونوں پردے کے دائرے سے خارج ہیں۔

حالانکہ اگر غور کیا جائے تو یہ بالکل بے تکی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز کی ستر پوشی ایک الگ چیز ہے' اور انسانوں سے پردہ الگ چیز۔ بسا اوقات نماز میں ایک چیز کے پردے کا حکم ہے' مگر انسانوں سے اس کے پردے کا حکم نہیں۔ مثلاً: مرد کو نماز میں کندھے ڈھانپنے کا حکم ہے۔ مگر انسانوں کے سامنے نہیں۔ اور اس کے برعکس یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نماز میں

ایک چیز کے پردے کا حکم نہ ہو اور انسانوں کے سامنے ہو۔ درحقیقت نماز میں ستر کا حکم کچھ اور مقاصد رکھتا ہے اور انسانوں سے پردے کا حکم کچھ اور ہی مقاصد رکھتا ہے۔ لہٰذا ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کر سکتے۔

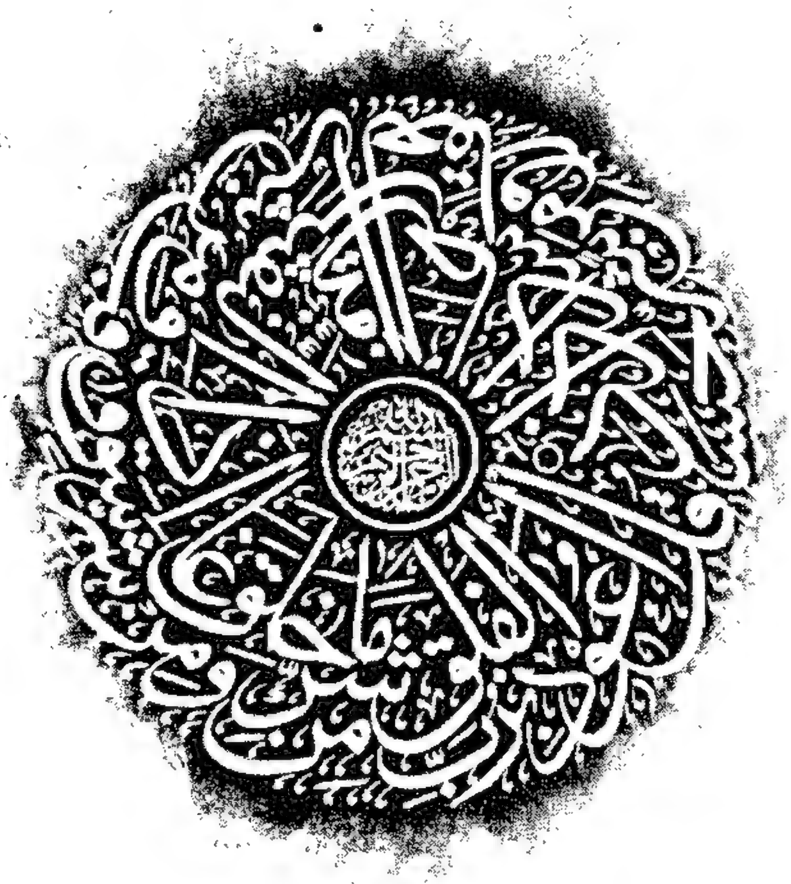
پیش نظر رسالہ ...... جو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تحریروں سے مقتبس ہے' میں اس نکتے کو بالخصوص بڑے مدلل اور جامع انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ اور جیسا کہ امام موصوف کی علمی وسعت کا خاص اور معروف انداز ہے' یہ بیان اپنے دامن میں دوسرے بہت سے بے بہا علمی افادات کے ہیرے' جواہرات بھی لئے ہوئے ہے' جن سے استفادے کے لئے دیدہ ریزی مطلوب ہے۔ توقع ہے کہ یہ رسالہ قارئین کے لئے اس مسئلہ میں مشعل راہ ثابت ہوگا۔

وَبِيَدِ اللّٰهِ التَّوْفِيْقُ

صفی الرحمٰن المبارکپوری

مرکز خدمة السنة والسيرة النبوية

الجامعة الاسلامية' المدينة المنورة



باب : ۱

نماز میں مؤمنہ عورت کا لباس کیسا ہو؟

اس سے مراد وہ لباس ہے جو نماز کے وقت اختیار کیا جاتا ہے۔ اور جسے علماء اسلام نماز میں ''ستر کے بیان'' کا نام دیتے ہیں۔ علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ نماز میں جو اعضاء چھپانے ہیں وہ وہی ہیں جنہیں دوسروں کی نظروں سے چھپانا ہے یعنی ''عورۃ''[1] یا شرمگاہ' چنانچہ انہوں نے نماز میں ستر کی حدود درج ذیل آیت سے لیں۔

---

[1] ''عورۃ'' سے مراد واجب ستر حصہ ہے۔ مرد کی ''عورۃ'' ناف سے لے کر گھٹنا تک ہے۔ اور عورت کی ''عورۃ'' چہرہ اور ہاتھ کے سوا سارا جسم ہے۔

پوری آیت اس طرح ہے۔

﴿وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰي عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (النور : ۲۴/ ۳۱)

اور عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے سامنے اور اپنے باپ اور اپنے شوہروں کے باپ اور اپنے شوہروں کے بچوں' اپنے بھائی' اپنے بھتیجوں' اپنے بھانجوں' اپنی عورتوں' اپنے غلاموں اور گھر میں کام کاج کرنے والے ان (بوڑھے) مردوں کے سامنے جن کو عورتوں کی خواہش نہیں۔ یا ایسے نابالغ بچوں کے سامنے جو ابھی تک عورتوں کے بارے میں کچھ جانتے ہی نہیں۔ نیز عورتیں چلتے ہوئے اپنے پیروں کو زور سے زمین پر نہ ماریں کہ اس سے ان کی چھپی ہوئی زینت معلوم ہو۔ مسلمانو! ..... تم سب کے سب اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹ جاو تاکہ تمہیں کامیابی نصیب ہو۔

﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ ۝﴾ (النور : ۲۴/ ۳۱)

''یعنی عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو خود بخود ظاہر ہو جائے اور وہ اپنے دوپٹے گریبانوں پر ڈال لیں۔''

پھر فرمایا:

﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ ۝﴾ (النور : ۲۴/ ۳۱)

''اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے لئے۔''

مؤمنہ عورت کی ظاہری زینت کیا ہے؟

ظاہری زینت کی تفصیل میں سلف کے دو قول ہیں :

① سیدنا عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) اور ان کے موافقین کا خیال ہے کہ اس سے مراد کپڑے وغیرہ ہیں۔

② سیدنا عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) اور ان کے موافقین کا خیال ہے کہ اس سے مراد چہرہ اور ہاتھ میں موجود زینتیں ہیں' جیسے سرمہ' انگوٹھی وغیرہ۔ (دیکھئے تفسیر ابن کثیر وغیرہ)

ان دو تفسیروں کی بناء پر فقہاء نے نامحرم عورت کو دیکھنے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ نامحرم عورت کے ہاتھ اور چہرے کو بغیر شہوت کے دیکھنا جائز ہے۔ ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ایک قول یہی ہے۔

بعض دوسرے علماء کی رائے ہے کہ نامحرم عورت کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول یہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ''عورت پوری کی پوری حتی کہ اس کے ناخن بھی چھپانے کی چیز ہیں'' مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورتوں کو دو قسم کی زینتوں سے نوازا ہے۔ ایک ظاہری زینت۔ اور دوسری باطنی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے محرم اور شوہروں کے علاوہ

عام آدمیوں کے سامنے ظاہری زینت کے ساتھ آنے کی اجازت دی ہے' البتہ باطنی زینت کا اظہار صرف شوہر اور محرم رشتہ داروں کے سامنے کرنے کی اجازت ہے۔

پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے اور بعد کی کیفیتیں

آیت حجاب نازل ہونے سے پہلے عورتیں بغیر چادر اوڑھے باہر نکلا کرتی تھیں اور مرد ان کے چہرے اور ہاتھ دیکھ سکتے تھے۔ اس وقت عورت کے لئے اپنے چہرے اور ہاتھ کھلے رکھنا جائز تھا اور اس لئے اور ان کی طرف مردوں کا دیکھنا بھی جائز تھا۔ پھر جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمائی تو مسلمان عورتیں غیر محرم مردوں سے پردہ کرنے لگیں۔ آیت حجاب یہ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ﴾ (الاحزاب : ۳۳/ ۵۹)

''اے نبی (ﷺ) آپ اپنی بیویوں' بیٹیوں' اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنی چادروں سے گھونگھٹ نکال لیا کریں۔''

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب نبی کریم ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحش سے نکاح کیا تھا۔[1]

---

[1] علامہ البانی رحمہ اللہ یہاں پر نوٹ لگایا ہے کہ: یہ بات سابقہ گفتگو سے میل نہیں کھاتی کیونکہ سیدہ زینب بنت جحش سے نکاح کے وقت مذکورہ بالا آیت نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ اس وقت جو آیت نازل ہوئی وہ یہ ہے:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔــلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ ﴾ (الاحزاب : ۳۳/ ۵۳)

''اے اہل ایمان!...... نبی ﷺ کے گھروں میں بغیر اجازت نہ داخل ہو۔ ہاں! اگر تمہیں کھانے پر بلایا جائے تو جاؤ' لیکن اس کے پکنے کا انتظار نہ کرو' بلکہ جب بلایا جائے تو جاؤ اور کھانے کے بعد بکھر جاؤ' کسی بات کی دلچسپی میں نہ لگو' کیوں کہ اس سے نبی ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ شرم ←

نبی ﷺ نے اس وقت پردہ لٹکا دیا اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھنے سے منع فرما دیا[1] اور غزوہ خیبر کے موقعہ پر جب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لئے منتخب فرمایا تو صحابہ کرامؓ نے آپس میں باتیں کیں۔ اور کہنے لگے "اگر آپ نے انہیں پردہ کرایا تو امہات المومنینؓ میں سے ہیں ورنہ لونڈی

← کی وجہ سے تمہیں کچھ نہیں کہتے۔ لیکن اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔ اور جب امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو۔"

یہ وہ آیت ہے جو سیدہ زینب بنت جحش سے نکاح کے وقت نازل ہوئی' دیکھئے صحیح البخاری کتاب التفسیر'صحیح مسلم کتاب النکاح' ابن کثیر ۳/ ۵۰۳' تفسیر الدر المنثور ۵/ ۲۱۳ ...... ہوسکتا ہے کہ یہ آیت مصنف رحمہ اللہ سے یا ناسخ سے ساقط ہوگئی ہو۔ اور یہی دوسری صورت زیادہ قرین قیاس ہے۔

[1] سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے سیدہ زینب بنت جحش کی شادی میں گوشت اور روٹی کا ولیمہ کیا تو مجھے لوگوں کو کھانے پر بلانے کے لئے بھیجا' لوگ جماعت در جماعت آئے اور کھا کر واپس چلے گئے۔ حتی کہ اب کوئی ایسا شخص باقی نہ بچا جسے میں بلاتا۔ آپ ﷺ سے میں نے عرض کیا: "اب کوئی ایسا شخص باقی نہیں ہے جسے کھانے پر بلایا جائے" تو آپ ﷺ نے دستر خوان اٹھانے کا حکم دیا' لیکن تین شخص بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ آپ ﷺ وہاں سے نکلے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے تک تشریف لے گئے' آپ ﷺ نے سلام کیا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا اور عرض گذار ہوئیں کہ: "آپ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا' اللہ آپ پر اپنی برکت نازل فرمائے۔؟" اس طرح آپ نے یکے بعد دیگرے اپنی تمام ازواج مطہرات کے حجروں کا چکر لگایا اور ہر ایک نے وہی کچھ کہا جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ پھر واپس ہوئے اور دیکھا کہ ابھی تک وہ تینوں آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ بہت ہی شرمیلے تھے۔ آپ پھر یہاں سے نکلے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ معلوم نہیں میں نے آپ کو بتلایا یا کسی اور ذریعہ سے آپ کو ان لوگوں کے نکل جانے کی اطلاع ملی۔ پھر آپ واپس تشریف لائے اور ابھی آپ نے اپنا ایک پاؤں دروازے کی چوکھٹ پر رکھا تھا اور دوسرا باہر ہی تھا کہ میرے اور اپنے بیچ میں آپ نے پردہ لٹکا لیا اور آیت حجاب نازل ہوئی۔

صحیح البخاری: کتاب التفسیر : باب لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم (ح ۴۷۹۳)

صحیح مسلم: کتاب النکاح : باب زواج زینب بنت جحش و نزول الحجاب (ح ۱۴۲۸)

نوٹ: یہ حدیث صحیحین میں متعدد بار مختصر و مطول منقول ہے ان تمام الفاظ کو جامع الاصول ج ۲ ص ۳۱۱ تا ۳۱۶ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ (مترجم)

ہیں۔ چنانچہ آپ نے انہیں پردہ کرا دیا[1]

چادر گھونگھٹ اور نقاب کی ابتداء اور خالق کائنات کا حکم

پھر جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ جب بھی ان سے کوئی چیز طلب کی جائے تو پردہ کی اوٹ سے طلب کی جائے اور یہ بھی حکم دیا کہ آپ ﷺ کی بیویاں' بچیاں اور مسلمانوں کی عورتیں اپنی جلباب یعنی چادر کا گھونگھٹ لٹکا لیا کریں' تو مسلمان عورتوں نے نقاب پہننا شروع کر دیا۔

چادر کے لئے یہاں لفظ ''جلباب'' استعمال کیا گیا ہے' جسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ''رداء'' یعنی چادر کہا ہے۔ اور جسے عام لوگ ازار کہتے ہیں۔ یعنی اتنا بڑا ازار جو سر اور

---

[1] یہ ایک لمبی حدیث ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح البخاری میں متعدد جگہ اجمالا و تفصیلا نقل کیا ہے۔ ہم یہاں پر کتاب النکاح سے مختصراً نقل کرتے ہیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثًا' يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَةٍ' فَمَا كَانَ فِيهَا خُبْزٌ وَلَا لَحْمٌ' أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَأَلْقَى فِيهَا مِنَ التَّمْرِ وَالْأَقِطِ وَالسَّمْنِ فَكَانَتْ وَلِيمَتُهُ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ: إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ' أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ؟ فَقَالُوا: إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ مِنْ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ. وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ. فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّى لَهَا خَلْفَهَا وَمَدَّ الْحِجَابَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ))

اللہ کے رسول ﷺ خیبر اور مدینہ منورہ کے بیچ تین دن تک قیام پذیر رہے اور وہیں پر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس رخصت کی گئیں۔ میں نے مسلمانوں کو ولیمہ پر بلایا' اس ولیمہ میں گوشت اور روٹی وغیرہ کا انتظام نہ تھا بلکہ آپ ﷺ نے دستر خوان بچھانے کا حکم دیا جس پر کچھ کھجور' گھی اور پنیر وغیرہ ڈال دیا گیا اور یہی اس دن کا ولیمہ تھا۔ مسلمانوں نے آپس میں سیدہ صفیہؓ کے متعلق قیاس آرائیاں کیں کہ یہ امہات المومنین سے ہیں یا لونڈی ہیں؟ پھر لوگوں نے کہا کہ اگر آپ نے انہیں پردہ کرایا تو امہات المومنین سے ہیں ورنہ لونڈی۔ جب آپ نے کوچ کیا تو سیدہ صفیہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور ان کے اور لوگوں کے بیچ پردہ کھینچ دیا۔

صحیح البخاری: کتاب النکاح باب اتخاذ السرای (ح ۵۰۸۵)

صحیح مسلم: کتاب النکاح باب فضیلة اعتاقه امة ثم یتزوجها (ح ۱۳۶۵)

باقی بدن کو ڈھک لے۔ گھونگھٹ لٹکانے کی تفسیر سیدنا عبیدۃ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے کہ عورت اپنی چادر کو سر سے اس طرح لٹکائے گی کہ اس کی صرف آنکھیں ظاہر رہیں گی۔ نقاب بھی اسی طرح کی چیز ہے۔ صحیح البخاری وغیرہ میں ہے کہ:

((اِنَّ الْمُحْرِمَةَ لَا تَنْتَقِبُ وَلَا تَلْبِسُ الْقُفَّازِيْنَ))[1]

''حالتِ احرام میں عورت نہ نقاب پہنے نہ دستانہ استعمال کرے۔''

پھر جب عورتوں کو ''جلباب'' یعنی لمبی چادر اوڑھنے کا حکم اس لئے تھا کہ وہ پہچانی نہ جاسکیں' اور یہ مقصد تو صرف چہرہ چھپانے سے یا چہرہ پر نقاب لگانے سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ تو پورا بدن ڈھانپنے کے قول سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ چہرہ اور ہاتھ اس زینت میں داخل ہیں جسے غیر محرم مردوں کے سامنے ظاہر نہیں کیا جا سکتا! لہٰذا اجنبی مردوں کے لئے عورت کے صرف ظاہری کپڑوں کے دیکھنے کی حالت باقی رہ جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ (بحث کے شروع میں) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مسئلہ کی آخری کڑی کا ذکر کیا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مسئلہ کے ابتدائی مرحلے کا۔[2]

کیا غلاموں لونڈیوں اور نوکروں چاکروں سے پردہ کیا جائے؟

اسی بنیاد پر لفظ ﴿اَوْنِسَائِهِنَّ اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ﴾ (یعنی ایک مسلمان عورت دوسری مسلمان عورتوں اور اپنے غلاموں کے سامنے بھی زینت کو ظاہر کرسکتی ہے) سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ عورت اپنے زرخرید غلام کے سامنے اپنی باطنی زینت ظاہر کرسکتی

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب جزاء الصید: باب ما ینهی من الطیب للمحرم و المحرمة (ح ۱۸۳۸)

[2] مؤلف رحمہ اللہ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے ڈھکنے کا مسئلہ دو مرحلوں سے گذرا ہے۔ پہلا مرحلہ تو یہ تھا کہ عورتیں باہر نکلتے وقت انہیں کھلا رکھتی تھیں کیونکہ وجوبی طور پر اس کے چھپانے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اور دوسرا مرحلہ وہ ہے جب انہیں وجوبی طور پر غیر محرم مردوں کے سامنے چہرے اور ہاتھوں کے چھپانے کا حکم دے دیا گیا۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے زینت ﴿اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر جو صرف کپڑے وغیرہ سے کی ہے۔ تو آپ نے آخری مرحلے کا ذکر فرمایا ہے' جبکہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے مرحلے یعنی نسخ سے پہلے کا ذکر کیا ہے: (مترجم)

ہے۔ اس بارے میں بھی علماء کے دو قول ہیں:

۱ بعض علماء کا خیال ہے کہ ﴿مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ﴾ سے مراد لونڈیاں یا اہل کتاب لونڈیاں ہیں۔ سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

۲ کچھ دوسرے علماء کا خیال ہے کہ اس سے مراد مرد غلام ہیں۔ یہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کا قول ہے اور یہی شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا مذہب ہے' احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دوسری روایت بھی یہی ہے۔ اس تفسیر کا تقاضہ ہے کہ زر خرید غلام اپنی مالکہ کو دیکھ سکتا ہے۔

اس بارے میں متعدد احادیث مبارکہ[۱] بھی موجود ہیں (جس سے اس بات کا جواز ملتا ہے کہ عورت کا غلام اپنی مالکہ کو دیکھ سکتا ہے) اور یہ اجازت صرف ضرورت کے پیش نظر ہے' کیونکہ عورت کو اپنے غلام سے ہمکلام ہونے کی اس سے کہیں زیادہ ضرورت رہتی ہے۔ جس قدر گواہ' مزدور اور شادی کا پیغام دینے والے کو دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے جب ان کے لئے دیکھنا جائز ہے تو غلام کے لئے دیکھنا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔

غلام (نوکر) مؤمنہ عورت کا محرم بن سکتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ سفر کر سکے؟

اس دلیل سے اس بات کا جواز نہیں بن جاتا کہ یہ غلام اپنی مالکہ کا محرم بھی بن سکتا

---

[۱] مثلاً سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی درج ذیل روایت کہ

((اَلنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى فَاطِمَةَ بِعَبْدٍ كَانَ قَدْ وَهَبَهُ لَهَا' قَالَ: وَعَلٰى فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ثَوْبٌ إِذَا قَنَعَتْ بِهِ رَأْسَهَا لَمْ يَبْلُغْ رِجْلَيْهَا وَإِذَا غَطَّتْ رِجْلَيْهَا لَمْ يَبْلُغْ رَأْسَهَا فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَلْقٰى قَالَ: إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكِ بَأْسٌ۔ إِنَّمَا هُوَ أَبُوكِ وَ غُلَامُكِ))

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک غلام لے کر آئے' جسے آپ نے سیدہ فاطمہؓ کی خدمت کے لئے ہبہ کیا تھا۔ اس وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جسم پر ایک چادر تھی۔ جب اس سے اپنے سر کو چھپاتیں تو پیر کھل جاتے اور پیروں کو چھپاتیں تو آپ کا سر ننگا رہ جاتا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ پریشانی دیکھی تو فرمایا کہ ''کوئی حرج نہیں۔ یہ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہارا غلام ہے۔''

سنن ابوداود۔ کتاب اللباس: باب العبدینظر الی شعر مولاتہ (ح ۴۱۰۶) (مترجم)

ہے کہ جس کے ساتھ وہ سفر وغیرہ وغیرہ کر سکتی ہو' جیسا کہ دوسرے اجنبی مرد جو جنسی خواہش نہ رکھتے ہوں' ان سے پردہ تو ضروری نہیں' لیکن وہ عورت کیلئے محرم کی حیثیت بھی نہیں رکھتے کہ ان کے ساتھ سفر بھی جائز ہو۔

پس یہ ضروری نہیں کہ جس کے لئے عورت کا دیکھنا جائز ہو اس کے ساتھ سفر اور اس سے خلوت وتنہائی بھی جائز ہو' بلکہ عورت کا زرخرید غلام صرف ضرورت کے پیش نظر اپنی مالکہ کو دیکھ سکتا ہے۔ البتہ نہ تو اس کے ساتھ سفر کر سکتا ہے اور نہ ہی خلوت وتنہائی میں اس سے مل سکتا ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ کے درج ذیل فرمان کے تحت وہ اس اجازت میں داخل نہیں ہے۔ فرمایا:

((لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ اِلَّا مَعَ زَوْجٍ اَوْذِيْ مَحْرَمٍ))[1]

''کوئی عورت بغیر محرم' یا شوہر کے سفر نہ کرے۔''

کیونکہ غلام اگر آزاد ہو جائے تو وہ اس عورت (اپنی مالکہ) سے نکاح کر سکتا ہے جس طرح کہ بہن کا شوہر ایک بہن کو طلاق دے دے تو دوسری سے نکاح کر سکتا ہے جبکہ محرم تو وہ ہوتا ہے جس پر وہ عورت ہمیشہ کیلئے حرام ہو۔

اس لئے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ عورت کا اپنے زرخرید غلام کے ساتھ سفر کرنا ہلاکت ہے[2] آیت میں اظہار زینت کی اجازت محرم رشتہ داروں اور بعض

---

[1] صحيح البخاری۔ کتاب فضل الصلاة فی مسجد مكة و المدينة : باب مسجد بيت المقدس نحوه (ح ۱۱۹۷)

صحيح مسلم۔ كتاب الحج: باب سفر المرأة مع محرم الى حج اوغيره (ح ۸۲۷)

[2] علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس معنی میں جو مرفوع حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ سنداً صحیح نہیں ہے۔ اور اس کی تفصیل میں نے سلسلة الاحاديث الضعيفة اوالموضوعة ۳۷۰۱ میں بیان کر دی ہے۔

علامہ ہیثمی فرماتے ہیں کہ "اس حدیث کو بزار اور طبرانی نے المعجم الاوسط میں روایت کیا جس کی سند میں بزیع بن عبدالرحمٰن راوی کو ابو حاتم نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ مجمع الزوائد ۲۱۷/۳۔ باب سفر النساء۔

غیر محرم (غلام وغیرہ) دونوں کے لئے ہے، لیکن حدیث میں سفر کی اجازت صرف محرم رشتہ داروں اور شوہر کے ساتھ خاص ہے۔

غیر محرم کا مؤمنہ عورت کے ہاتھ اور چہرہ کو دیکھنا

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۝﴾ (النور : ۲۴/ ۳۱)

"یعنی عورت اپنی عورتوں یا غلاموں کے سامنے اپنی زینت کا اظہار کر سکتی ہے۔"

اور اس کے ساتھ یہ ارشاد ہے کہ ﴿غَيْرُ اُولِى الْاِرْبَةِ﴾ سے معلوم ہوا مسلمان عورتیں اپنی زینت جنسی خواہش نہ رکھنے والے مردوں کے سامنے بھی ظاہر کر سکتی ہیں (لیکن اپنے غلام، اپنی عورتیں اور جنسی خواہش والے مردوں کے ہمراہ سفر نہیں کر سکتیں۔)

ارشاد باری تعالیٰ : ﴿اَوْ نِسَآئِهِنَّ﴾ کی تفسیر میں مفسرین نے فرمایا کہ اس حکم سے کافر عورت اور مشرک عورت کو علیحدہ کیا گیا ہے۔ یعنی مسلمان عورت کی دایہ مشرکہ عورت نہیں بن سکتی اور نہ ہی مشرک عورت مؤمن عورت کے ساتھ حمام میں داخل ہو سکتی ہے۔[1]

---

[1] علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "نِسَآئِهِنَّ" کی یہی تفسیر صحیح ہے، جو سلف صالحین سے بغیر کسی اختلاف کے مروی ہے کہ اس سے مراد صرف مسلمان عورتیں ہیں نہ کہ کافر عورتیں۔ دیکھئے! الدر المنثور، تفسیر ابن جریر، زاد المسیر ۶/ ۳۲ اور تفسیر ابن کثیر۔

بعض ہمعصر فضلاء کی یہ تفسیر کہ اس سے نیک سیرت و نیک خصلت عورتیں مراد ہیں، چاہے وہ مسلمان ہوں یا کافر، ایک نئی تفسیر ہونے کے ساتھ ساتھ تفسیر سلف کے خلاف ہے اور عربی اسلوب کلام سے مطابقت نہیں رکھتی ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے "نسائهن" میں اضافت مسلمان عورتوں کی طرف کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت اپنے قرابت داروں کے سامنے اپنی باطنی زینت کا اظہار کر سکتی ہے اور بالخصوص شوہر کے سامنے تو ہر ایسی زینت کا اظہار کرے گی جس کا اظہار اپنے محرم اور قریبی رشتہ داروں کے سامنے بھی نہیں کر سکتی۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ﴾ (یعنی اپنے دوپٹوں کو اپنے ←

ہاتھوں وغیرہ کو دیکھا کرتی تھیں لیکن غیر محرم مردوں کو اس کی بھی اجازت نہ تھی۔ چنانچہ البتہ یہودی عورتیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کرتی تھیں اور ان کے چہرے اور چہرہ اور ہاتھ اہل کتاب ذمی عورتوں کے حق میں زینت ظاہرہ شمار ہونگے۔ البتہ اہل کتاب ذمی عورت کے لئے یہ جائز نہ ہوگا کہ مسلمان عورتوں کی باطنی اور پوشیدہ زینت کو دیکھیں۔ زینت کے ظاہر کرنے اور چھپانے کا معیار یہی ہے' کہ عورت شوہر کے علاوہ کسی محرم کے لئے بھی صرف وہی زینت ظاہر کرسکتی ہے جس کا ظاہر کرنا اس کے لئے جائز ہو۔

○○○○

← گریبان پر ڈال لیں) اس بات کی دلیل ہے کہ عورت اپنی گردن چھپا کر رکھے گی۔ چنانچہ گردن ظاہری زینت کی بجائے باطنی زینت میں شمار ہوگی اور یہی حکم ہار اور دوسرے زیورات کا بھی ہے۔

باب : ۲

مردوں کا مردوں اور عورتوں کا عورتوں سے پردہ

پچھلی بحث میں مردوں سے عورتوں کے پردے کا بیان تھا۔ باقی رہا مردوں کا مردوں سے پردہ اور عورتوں کا عورتوں سے پردہ' تو اس کا تعلق خاص شرمگاہ سے ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْأَةُ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ))[1]

''کوئی مرد دوسرے مرد کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کی شرمگاہ کو دیکھے۔''

اور ارشاد فرمایا:

((اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا عَنْ زَوْجَتِكَ أَوْ مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ' قُلْتُ فَإِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ فِیْ بَعْضٍ؟ قَالَ: آنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ لَا یَرَیَنَّهَا أَحَدٌ فَلَا یَرَیَنَّهَا قُلْتُ: فَإِذَا كَانَ أَحَدُنَا خَالِیًا؟ قَالَ: فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ یُسْتَحْیٰ مِنْهُ))[2]

---

[1] دیکھئے۔ صحیح مسلم: کتاب الحیض باب تحریم النظر الی العورات (ح ۳۳۸) سنن ابو داؤد۔ کتاب الحمام (ح ۴۰۱۸)

سنن ترمذی۔ کتابُ الآدابِ : باب کراھیة مباشرة الرجال الرجال و المراة ۲۷۹۲

[2] دیکھئے۔ سنن ابو داؤد۔ کتاب الحمام : باب ماجاء فی التعری ۴۰۱۷

سنن الترمذی۔ کتاب الآداب : باب ماجاء فی حفظ العورة (ح ۲۷۶۹)

امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس کو اپنی صحیح میں مختصراً اور معلقاً ذکر کیا ہے۔ دیکھئے: صحیح البخاری ←

''اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا اپنی شرمگاہ کو ہر ایک سے محفوظ رکھو۔ صحابی کہتے ہیں میں نے کہا ''اگر لوگوں کی بھیڑ بھاڑ ہو تو؟'' آپؐ نے فرمایا: ''حتی الامکان کوشش کرو کہ کوئی تمہاری شرمگاہ نہ دیکھ سکے۔'' صحابی نے دوبارہ عرض کیا: ''اگر کوئی تنہا ہو تو؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔''

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے:

((نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُفْضِيَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَالْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ))[1]

''کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں نہ ہو اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک ہی کپڑے میں ہو۔''

بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو

اور بچوں کے آپس میں پردہ کے احکام کے متعلق فرمایا:

((مُرُوْهُمْ بِالصَّلَاةِ لِسَبْعٍ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ))[2]

''جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور دس سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو اور ان کے بستروں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دو۔''

① مذکورہ حدیث میں ہم جنس کی شرمگاہ کی طرف دیکھنے اور اسے چھونے سے متعلق

کتاب الغسل باب من اغتسل عریانا وحدہ فی خلوۃ (قبل ح ۲۷۸)

[1] یہ حدیث ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کی ماسبق روایت کا آخری ٹکڑا ہے۔ مصنف نے ''نھی'' کا لفظ لگا کر اس ٹکڑے کا اقتباس کیا ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم۔ کتاب الحیض: باب تحریم النظر الی العورات (ح ۳۳۸)

[2] سنن ابو داؤد۔ کتاب الصلوۃ: باب متی یؤمر الغلام بالصلوۃ (ح ۴۹۵، ۴۹۶)

ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ اس میں بڑی بے حیائی اور فحاشی ہے۔ ② اور مردوں کے لئے عورتوں اور عورتوں کے لئے مردوں کی شرمگاہ دیکھنے کی ممانعت اس لئے کہ اس میں جنسی شہوت ہے (کہ مرد اگر عورت کی شرمگاہ کو یا عورت مرد کی شرمگاہ کو دیکھے تو اس سے فطرتاً شہوت ابھرتی ہے)

ستر پوشی کی تیسری حکمت: اپنے رب سے حیاء کرنا

③ اور ستر پوشی کے حکم میں ایک تیسری حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کی جائے۔ جیسے کہ عورت اگر تنہائی میں نماز پڑھے تب بھی اسے چادر اوڑھنے کا حکم ہے[1] حالانکہ حالت نماز کے علاوہ اپنے گھر کے اندر (جہاں اجنبی مرد نہ ہوں) اپنے سر کو کھلا رکھ سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز کی حالت میں زینت کا اختیار یعنی ستر پوشی باری تعالیٰ کا حق ہے۔ اسی لئے یہ بھی جائز نہیں کہ کوئی بیت اللہ شریف کا طواف ننگے ہو کر کرے خواہ وہ رات کی تاریکی میں تن تنہا ہی کیوں نہ ہو اور نہ ہی کسی کو اس کی اجازت ہے کہ وہ ننگا نماز پڑھے۔ خواہ تنہا ہی کیوں نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ نماز میں زینت کا اختیار، یعنی عورت کی ستر پوشی، لوگوں سے پردہ کے لئے نہیں (بلکہ رب العالمین کا حق ہے) لہٰذا یہ ایک الگ نوع ہے۔ اور وہ ایک الگ نوع ہے۔

نماز میں جسم کے چھپائے اور ظاہر کیے جا سکنے والے حصے

کندھے اور سر

لہٰذا نمازی حالت نماز میں بسا اوقات اپنے جسم کا وہ حصہ چھپائے گا جسے نماز سے باہر ظاہر کر سکتا ہے۔ اور بسا اوقات نماز میں وہ حصہ ظاہر کرے گا جسے لوگوں سے چھپانا ہے۔

---

[1] ((عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ))
"یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی بالغہ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا"
ابو داؤد: کتاب الصلاۃ' باب المراۃ تصلی بغیر خمار (ح ٦٤١)
الترمذی۔ کتاب الصلاۃ: باب ماجاء فی لا تقبل صلاۃ المراۃ الا بخمار (ح ٣٧٧)

پہلی صورت: (یعنی جس کا چھپانا نماز میں تو واجب ہے لیکن نماز سے باہر اس کا چھپانا ضروری نہیں) کی مثال دونوں کندھے ہیں' کہ اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوئی مرد اپنے کندھوں کو ڈھکے بغیر ایک کپڑے میں نماز پڑھے[1] یہ حکم نماز کے متعلق ہے۔ جبکہ مرد حضرات نماز کے علاوہ اپنے کندھے ننگے رکھ سکتے ہیں۔

اس طرح آزاد عورت نماز میں دوپٹہ اوڑھے گی۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلَاۃَ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ))[2]

"یعنی کسی بالغ عورت کی نماز اللہ تبارک وتعالیٰ بغیر دوپٹہ کے قبول نہیں فرماتا۔"

حالانکہ اس کے لئے اپنے شوہر اور محرم رشتہ داروں کے سامنے اوڑھنی یا دوپٹے کا اوڑھنا ضروری نہیں ہے' جبکہ وہ زینت باطنہ کا اظہار اپنے محرم رشتہ داروں کے سامنے کر سکتی ہے۔ جبکہ حالت نماز میں اس کے لئے سر کا کھلا رکھنا جائز نہیں۔ نہ محرم رشتہ داروں کے سامنے نہ ہی غیر محرموں کے سامنے۔

چہرہ' ہاتھ اور پاؤں اس کے برعکس چہرہ' ہاتھ اور پاؤں کا حکم ہے کہ اجنبی مردوں کے سامنے عورت کے لئے جائز نہیں کہ ان اعضاء جسم کو ظاہر

---

[1] صحیحین میں یہ روایت ان الفاظ میں مروی ہے:

لَا یُصَلِّیْ اَحَدُکُمْ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی عَاتِقِہٖ مِنْہُ شَیْءٌ!

تم میں سے کوئی ایک ہی کپڑے میں اس حالت میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر اس کپڑا کا کوئی حصہ نہ ہو۔

صحیح البخاری: کتاب الصلاۃ باب اذا صلی فی ثوب واحد (ح ۳۵۹)

صحیح مسلم۔ ۵۱۶ کتاب الصلاۃ: باب الصلاۃ فی ثوب واحد و صفۃ لبسہ (ح ۵۱۶)

[2] سنن ابوداود اور سنن الترمذی کے حوالے سے قریب ہی گذر چکی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اپنے عموم کے لحاظ سے آزاد اور لونڈی ہر ایک کیلئے یکساں حکم رکھتی ہے' دونوں میں تفریق کی کوئی دلیل نہیں' چنانچہ آزاد عورت اور لونڈی میں فرق کرنا صحیح نہیں' جیسا کہ مصنف رحمہ اللہ نے کیا ہے۔ اس تفریق کی کوئی دلیل مجھے شریعت میں نہیں مل سکی۔ اس کے برعکس یہ ضرور مروی ہے۔ کہ آپ ﷺ نے اپنی لونڈی سے فرمایا: "إختمری" یعنی چادر اوڑھ لو اس حدیث کا حوالہ میری کتاب "حجاب المرأۃ" صفحہ ۴۵ پر دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ حدیث اس مسئلہ پر واضح دلیل ہے کہ آزاد عورت اور لونڈی دونوں ہی چادر اوڑھیں گی۔ اور یہ حدیث مذکورہ بالا عمومی حکم کی تائید کرتی ہے۔ (مترجم)

کرے۔ حالانکہ نسخ سے پہلے اس کی اجازت تھی۔ لیکن اب صرف کپڑے وغیرہ کے اظہار کی اجازت ہے۔

لیکن نماز میں چہرہ' ہاتھ اور پاؤں کو چھپانا واجب نہیں ہے' اس بات پر امت کا اتفاق ہے۔ حالانکہ چہرے کا شمار پوشیدہ زینت میں ہوتا ہے اس کے باوجود دوران نماز چہرہ کھلا رکھنا بالاجماع جائز ہے۔ اسی طرح جمہور علماء شافعی' ابوحنیفہ وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک عورت نماز میں دنوں ہاتھوں کو بھی کھلا رکھ سکتی ہے۔ البتہ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں۔ ایک تو یہی ہے۔ اور ایک اس کے خلاف ہے۔ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں پاؤں کا بھی یہی حکم ہے' اور یہی قول زیادہ قوی ہے' کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پاؤں کو زینت ظاہر قرار دیا۔ چنانچہ آپ نے آیت : ﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد ''فتخ'' ہے اور ''فتخ'' چاندی کے اس چھلے کو کہتے ہیں جسے عورتیں پاؤں کی انگلیوں میں پہنتی ہیں۔ امام ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اسے روایت کیا ہے۔

یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ عورتیں پہلے ہاتھوں اور چہروں کی طرح اپنے قدموں کو بھی کھلا رکھتی تھیں' باہر نکلتے وقت وہ اپنے دامن کو تو ضرور لٹکا لیتی تھیں لیکن چلتے وقت بسا اوقات ان کا پاؤں نظر آ جاتا تھا' کیونکہ عادتاً وہ جوتے یا موزے وغیرہ استعمال نہیں کرتی تھیں اور حالت نماز میں اس کا ڈھکنا بڑی پریشانی کی بات ہے۔ خود ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر عورت کا کپڑا اتنا وسیع ہو کہ پاؤں کے اوپر والے حصے کو ڈھانپ لے تو اس میں وہ نماز پڑھ سکتی ہے[1] ظاہر ہے کہ جب وہ سجدہ کرے گی تو اس کے پاؤں کا نچلا

[1] امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محمد بن زید بن قنفذ کی ماں نے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ وہ کون کون سے کپڑے ہیں جن میں عورت نماز پڑھ سکتی ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ''وہ اپنی اوڑھنی میں نماز پڑھ سکتی ہے اور اپنے عبا میں نماز پڑھ سکتی ہے' بشرطیکہ پاؤں کا اوپری حصہ چھپا ہوا ہو۔''

الموطا۔ کتاب الصلاۃ : باب الرخصة صلاۃ المرءۃ فی الدرع و الخمار ۱/ ۱۴۳

ابوداؤد۔ کتاب الصلاۃ : باب فی کم تصلی المراۃ (ح ۶۳۹) ←

حصہ نظر آ سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ نص اور اجماع سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ عورت اگر گھر میں نماز پڑھے تو اس کے لئے جلباب کا استعمال ضروری نہیں ہے۔ (اور جلباب سے مراد وہ کشادہ چادر ہے جو عورت کے پورے بدن کو چھپاتی ہو) بلکہ جلباب صرف اسی صورت میں ضروری ہے جبکہ وہ گھر سے باہر نکلے۔ گھر میں نماز پڑھتے ہوئے اگر عورت کا ہاتھ' پیر اور چہرہ کھلا رہے تو یہ جائز ہے۔ جیسا کہ آیت حجاب نازل ہونے سے پہلے مسلمان خواتین اسی حالت میں باہر نکلا کرتی تھیں۔

مذکورہ بحث سے معلوم ہوا کہ نماز کی ستر وہ نہیں ہے جو نظر کی ستر ہے۔ اور نظر کی ستر وہ نہیں ہے جو نماز کی ستر ہے۔ خود عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب کپڑوں ہی کو زینت ظاہرہ قرار دیا' تو یہ نہیں فرمایا کہ عورت پوری کی پوری پردے کی چیز ہے' اور یہ کہ اس کا ناخن بھی حکم پردہ میں شامل ہے۔ بلکہ یہ تو احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ عورت نماز میں اپنے ناخن کو بھی چھپائے گی' کیونکہ فقہاء اسے "باب ستر العورۃ" سے موسوم کرتے ہیں۔ (یعنی "قابل پردہ حصہ کو چھپانے کا بیان) نیز یہ آپ ﷺ کا فرمان نہیں ہے اور نہ ہی قرآن و حدیث میں کہیں یہ الفاظ وارد ہیں کہ جن اعضاء کو نمازی دوران نماز چھپاتا ہے وہ پردہ شمار ہونگے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ۝﴾ (الاعراف : ۷/ ۳۱)

"یعنی مسجد کی حاضری کے وقت اپنی زینت (لباس) استعمال کرو۔"

اور اللہ کے رسول ﷺ نے ننگے ہو کر بیت اللہ شریف کا طواف کرنے سے منع فرمایا ہے۔[1]

لہٰذا نماز بدرجۂ اولیٰ ننگے ہو کر نہیں پڑھی جا سکتی۔

← علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے۔ لیکن اس کی سند نہ مرفوعاً صحیح ہے اور نہ ہی موقوفاً۔ (مترجم)

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ : باب ما یستر من العورۃ (ح ۳۶۹)

صحیح مسلم۔ کتاب الحج : باب لایحج البیت مشرک (ح ۱۳۴۷)

بحالت مجبوری ایک کپڑے میں نماز پڑھنا

اور جب آپ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز کا حکم دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ((اَوَ لِکُلِّکُمْ ثَوْبَانِ))[1] یعنی کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو دو کپڑے ہیں۔

اور ایک کپڑے میں نماز سے متعلق فرمایا:

((اِنْ کَانَ وَاسِعاً فَالْتَحِفْ بِهٖ وَاِنْ کَانَ ضَیِّقًا فَاتَّزِرْ بِهٖ))[2]

''اگر کشادہ ہے تو اس کو لپیٹ لو اور اگر چھوٹا ہے تو تہبند باندھ لو۔''

اور اسی طرح صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا جبکہ نمازی کے کندھے پر اس میں سے کچھ نہ ہو۔[3]

ران وغیرہ کو چھپانا اور حدود ستر کی تحدید

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حالت نماز میں پردے کے حصے (یعنی ران وغیرہ) کو چھپانے کا حکم دیا جائے گا۔ اگرچہ حالت نماز کے علاوہ مرد کا ان چیزوں کی طرف دیکھنا ہمارے نزدیک جائز ہے۔ (پھر اگر ہم یہ مان لیں کہ قابل ستر حصہ سے مراد صرف قبل و دبر (پیشاب و پاخانہ کی جگہ ہے) اور ران حدود ستر میں داخل نہیں (جیسا کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول یہ بھی ہے) تو اس سے صرف مرد کو اجازت ہوگی کہ وہ کسی

---

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الصلاۃ : باب الصعوۃ فی الثوب الواحد (ح ۳۵۹)
صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ: باب الصلاۃ فی ثوب واحد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ (ح۵۱۵)

[2] صحیح البخاری۔ کتاب الصلاۃ : باب اذا کان الثوب ضیقا (ح ۳۶۱)
صحیح مسلم۔ کتاب الزھد والرقائق فی حدیث طویل (ح ۳۰۱۰)

[3] ((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا یُصَلِّی اَحَدُکُمْ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی عَاتِقَیْهِ مِنْهُ شَیْئٌ))۔
اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایک ہی کپڑے میں نماز نہ پڑھے۔ جبکہ اس کا کوئی حصہ کندھے پر نہ ہو۔
صحیح البخاری۔ کتاب الصلاۃ : باب اذا صلی فی الثوب الواحد (ح ۳۵۹)
صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ : باب الصلاۃ فی ثوب واحد عن ابی ہریرۃؓ (ح ۵۱۶)

دوسرے مرد کی ران کو (بوقت شدید ضرورت) دیکھ لے۔ حالت نماز اور حالت طواف سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے خواہ رانیں حدود ستر میں شامل ہوں یا نہ ہوں' بہر حال کسی شخص کو ران کھول کر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں اور نہ ہی ننگا ہو کر کوئی شخص طواف کر سکتا ہے۔ بلکہ مجبوری کی حالت میں اگر ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھے اور وہ کپڑا چھوٹا ہو تو اسے ازار بنا لے اور کشادہ ہو تو اس میں لپٹ جائے۔ اسی طرح اگر وہ گھر میں تن تنہا نماز پڑھ رہا ہو' تو بھی باتفاق علماء ستر پوشی کرنا واجب ہے۔ ازار کی موجودگی میں ران کھول کر نماز پڑھنا تو کسی صورت میں مرد کے لئے جائز نہیں[1] اور نہ ہی اس مسئلہ میں اختلاف کی گنجائش ہے۔

جن لوگوں نے حدود ستر کی تحدید سے متعلق دونوں روایتوں کی بنیاد پر اختلاف کیا ہے' جیسا کہ بعض حضرات کا خیال ہے' تو یہ ان کی صریح غلطی ہے۔ کیونکہ یہ نہ تو احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور نہ ہی کسی دوسرے امام کا' کہ نمازی ایسی حالت میں یعنی کھلی ران کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کندھوں کے ڈھکنے کا تو حکم دیں لیکن ران کھلی رکھنے کی اجازت دیں؟

ہاں! اس مسئلے میں اختلاف ضرور ہے کہ آدمی جب اکیلا ہو تو اس پر ستر کا چھپانا

---

[1] علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ یہاں حاشیہ لگاتے ہیں کہ: مناسب ہے کہ بچوں کو ایسے ہی آداب سکھائے جائیں۔ والدین کے لئے کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے کہ اپنے بچوں کو (خاص کر اس وقت جب کہ وہ تمیز کو پہنچ جائیں) جانگھیا (ہاف پینٹ) پہنائیں اور اسی حالت میں انہیں مسجد بھی لے جائیں۔ چنانچہ ماسبق حدیث میں ہے:

((مُرُوهُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعٍ))

''جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر انہیں مارو۔''

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب بچوں کے لیے نماز کا یہ حکم ہے تو ستر پوشی سمیت اس کے تمام ارکان اور شرائط کے ساتھ ہے۔

واجب ہے یا نہیں؟ لیکن اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ نماز میں کپڑا پہننا ضروری ہے اور باتفاق علماء لباس کی موجودگی میں ننگے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اس لئے احمد بن حنبل اور کچھ دوسرے آئمہ رحمہم اللہ کی رائے ہے کہ جہاں کہیں صرف ننگے ہی مرد ہوں تو ان کیلئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے اور ان کا امام صف کے بیچ میں ہوگا۔ بخلاف غیر حالت نماز کے۔

یہ پردہ پوشی نماز کے مقام و اہمیت کے پیش نظر ہے۔ نہ کہ نظر کی وجہ سے۔ چنانچہ جب بہز بن حکیم کے دادا سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ''اگر ہم اکیلے رہیں تب بھی ستر پوشی کا خیال رکھیں؟'' تو آپ نے فرمایا:

((فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُّسْتَحْيٰ مِنْهُ (مِنَ النَّاسِ)) [1]

''یعنی (لوگوں کے مقابلے میں) اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔''

اور جب یہ نماز سے باہر کا حکم ہے تو حالت نماز میں اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے شرم کی جائے اور اس سے ہمکلامی کے وقت زینت و آرائش اختیار کی جائے۔ اسی وجہ سے جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام نافع کو دیکھا کہ وہ ننگے سر نماز پڑھ رہا ہے تو اس سے پوچھا: ''اگر تمہیں لوگوں کے پاس جانا ہو تو اسی حالت میں چلے جاؤ گے؟'' غلام نے جواب دیا کہ: ''نہیں۔'' تب آپ نے فرمایا کہ: ''پھر تو اللہ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کے سامنے آنے کے لئے خوبصورتی اور آرائش اختیار کی جائے۔'' [2]

---

[1] یہ حدیث سنن ابوداود اور سنن الترمذی کے حوالے سے گذر چکی ہے۔

[2] سنن کبریٰ میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے مذکورہ قول کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے' کہ نافع نے بیان کیا کہ ایک روز جانوروں کو چارہ وغیرہ دینے کی وجہ سے میں جماعت سے پیچھے رہ گیا۔ جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے تو انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ آپ نے پوچھا: ''کیا میں نے تمہیں دو کپڑے نہیں دیئے تھے؟'' میں نے جواب دیا: ''جی ہاں!'' آپ نے سوال فرمایا کہ: ''کیا میں شہر میں تمہیں کسی آدمی کے پاس بھیجوں تو تم ایسے ہی چلے جاؤ گے؟'' میں نے عرض کیا: ''نہیں۔'' تو آپ نے فرمایا کہ: ''اللہ لوگوں سے زیادہ حق دار ہے کہ اس کے لئے زینت اختیار کی جائے۔'' ←

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ سے یہ سوال ہوا کہ ''آدمی کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا کپڑا اچھا اور اس کا جوتا بھی اچھا ہو (تو کیا یہ بھی تکبر میں داخل ہے؟)'' آپ ﷺ نے جواب دیا کہ: ''اللہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔''[1]

اور نماز میں یہ زینت کا حکم ایسے ہی ہے جیسے نمازی کو پاکی' صفائی اور خوشبو کا حکم ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ:

((أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَسَاجِدَ فِي الْبُيُوتِ وَتُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ))[2]

''یعنی گھروں یا محلوں اور بستیوں میں مسجدیں بنائی جائیں۔ انہیں صاف ستھرا رکھا جائے اور انہیں معطر کیا جائے۔''

یہاں سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ ایک مرد دوسرے مرد سے اور ایک عورت

← پھر انہوں نے کہا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے فرما رہے تھے:

((مَنْ كَانَ لَهُ ثَوْبَانِ فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ اِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ فَلْيَتَزِرْ بِهِ وَلَا يَشْتَمِلْ كَاشْتِمَالِ الْيَهُودِ))

یعنی جس کے پاس دو کپڑے ہوں ان میں نماز پڑھے اور جس کے پاس ایک ہی کپڑا ہو اسے ازار بنا لے اور یہودیوں کی طرح اس میں لپٹ نہ جائے۔ (السنن الکبری ۲/ ۲۳۶)

کچھ الفاظ کے رد و بدل کے ساتھ یہی روایت صحیح ابن خزیمہ (ج ۱/ ۳۷۶ رقم ۷۶۶) میں بھی مروی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جن الفاظ کے ساتھ مصنف نے اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ مجھے کسی کتاب میں نہیں مل سکی۔ ہو سکتا ہے کہ ننگے سر کا ذکر جو مصنف نے اس حدیث میں کیا ہے' اس کا وجود کسی ایسی کتاب میں ہو جو مجھے نہیں مل سکی۔ واللہ اعلم۔

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الایمان: باب تحریم الکبر و بیانہ (ح ۹۱)
سنن الترمذی۔ کتاب البر و الصلۃ: باب ماجاء فی الکبر (ح ۱۹۹۹)

[2] سنن ابو داؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب ماجاء فی اتخاذ المساجد فی الدور (ح ۴۵۵)
سنن الترمذی۔ کتاب الجمعۃ: باب ما ذکر فی تطیب المساجد (ح ۵۹۴) علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

دوسری عورت سے جتنا پردہ ستر اختیار کریں گے اس سے کہیں زیادہ ستر حالت نماز میں کریں گے۔ اسی لئے عورت کو حالت نماز میں ڈوپٹہ اوڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

باقی رہا عورت کا چہرہ' دونوں ہاتھ اور دونوں پیر' تو انہیں اس کے لئے اجنبی مردوں کے سامنے ظاہر کرنا منع ہے۔ لیکن عورتوں اور محرم مردوں کے سامنے ان کا کھلا رکھنا جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ اعضاء اُن حدود ستر میں شامل نہیں ہیں' جنہیں مرد کو مردوں سے اور عورت کو عورتوں سے چھپانے کا حکم ہے کیونکہ اُن کا کھولنا بے حیائی اور بدتمیزی کی بات ہے' بلکہ یہ اعضاء بڑی برائی کا پیش خیمہ ہیں۔ گویا ان کو ظاہر کرنے سے روکنا فی الواقع بڑی برائیوں کے اسباب اور مقدمات سے منع کرنا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ ﴾ (النور : ۲۴/ ۳۰)

''اے نبی ﷺ...... آپ مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں' یہ ان کے لئے خوب ستھرائی ہے۔''

اور آیت حجاب کے آخر میں ارشاد فرمایا:

﴿ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ ﴾ (الاحزاب : ۳۳/ ۵۳)

''یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔''

معلوم ہوا کہ چہرہ اور ہاتھ کے اظہار سے صرف برائی کا دروازہ بند کرنے کیلئے روکا گیا ہے' اس وجہ سے نہیں کہ یہ اعضاء مستقل طور پر حدودِ ستر میں داخل ہیں۔ (نہ نماز میں اور نہ نماز سے باہر) اور یہ بہت بعید ہے کہ عورتوں کو حالتِ نماز میں ہاتھوں کے ڈھکنے کا حکم دیا جائے کیونکہ چہرے کی طرح دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں[1]

---

[1] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ فَاِذَا وَضَعَ اَحَدُكُمْ وَجْهَهُ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ وَاِذَا رَفَعَهُ فَلْيَرْفَعْهُمَا ←

گھر میں اور گھر سے باہر صحابیات طیبات کا لباس

اللہ کے رسول ﷺ کے زمانے میں عورتیں قمیص پہنتی تھیں اور قمیص پہن کر سب کام کاج انجام دیا کرتی تھیں۔یعنی جلباب (بڑی چادر) نہیں اوڑھتی تھیں۔ لہٰذا جب عورت آٹا گوندتی ' یا پیستی تھی' روٹی پکاتی تو' لا محالہ اپنے ہاتھ تو کھولتی تھی' پھر اگر حالت نماز میں ہاتھ کا ڈھکنا واجب ہوتا تو اللہ کے رسول ﷺ اسے ضرور بیان فرماتے۔ اسی پر دونوں پیروں کو بھی قیاس کرنا چاہیے۔ آپ نے انہیں قمیض کے ساتھ صرف اوڑھنی کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ عورتیں اپنی قمیصوں اور اوڑھنیوں میں نماز پڑھا کرتی تھیں۔

باقی رہا وہ کپڑا جسے عورتیں لٹکاتی تھیں اور جس کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال بھی ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''ایک بالشت لٹکالیں۔'' پھر عورتوں نے عرض کیا کہ: ''اتنے سے تو چلنے میں پنڈلیاں نظر آئیں گی۔'' تو آپ نے فرمایا کہ: ''ایک ذراع یعنی ایک ہاتھ لٹکالیں اس سے زیادہ نہیں۔''[1]

← چہرے کی طرح دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں' اس لئے جب کوئی سجدے کے لئے اپنا چہرہ زمین پر رکھے تو اسے چاہیے کہ اپنے دونوں ہاتھ بھی رکھے اور جب سجدے سے چہرہ اٹھائے تو دونوں ہاتھوں کو بھی اٹھائے۔

سنن ابوداؤد۔ کتاب الصلاۃ : باب اعضاء السجود (ح ۸۹۲)

سنن نسائی' کتاب التطبیق: باب وضع الیدین مع الوجه فی السجود (ح ۱۰۹۳)

صحیح ابن خزیمه۔ کتاب الصلاۃ : باب وضع الیدین علی الارض فی السجود ازهما یسجدان کسجود الوجه (ح ۶۳۰) علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

[1] سنن ابوداؤد وغیرہ میں ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جب اللہ کے رسول ﷺ سے تہبند وغیرہ کے اسبال (لٹکانے) اور اس کی ممانعت سے متعلق سنا تو سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ ......عورتوں کا ازار کیسے ہونا چاہیے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''انہیں چاہیے کہ ایک بالشت لٹکالیں۔'' (یعنی آدھی پنڈلی سے ایک بالشت نیچے تک لٹکائیں۔) اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''تب تو چلتے وقت ان کا قدم کھل جائے گا۔'' تو آپ نے فرمایا: ''ذراعٌ لا یزدن علیه'' یعنی ایک ہاتھ لٹکالیں لیکن اس سے زیادہ نہیں۔

سنن ابوداؤد۔ کتاب اللباس : باب قدر الذیل (ح ۴۱۱۷) ←

اور جس کے بارے میں لبید بن ربیعہ کا یہ قول ہے:

كُتِبَ الْقَتْلُ وَالْقِتَالُ عَلَيْنَا وَعَلَى الْغَانِيَاتِ جَرُّ الذُّيُولِ

''یعنی ہمارے اوپر تو قتل و قتال فرض ہے، اور عورتوں پر اپنے دامن کا گھسیٹنا۔''

تو یہ اس موقع کا بیان ہے کہ جب عورتیں اپنے گھروں سے نکلیں۔ اسی لئے جب آپ سے ایسی عورت کے متعلق پوچھا گیا جو اپنے دامن کو گندی جگہوں پر گھسیٹتی ہوئی آتی ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد والی جگہ اس کو پاک کر دے گی[1]

البتہ گھر کے اندر ایسے لمبے دامن والا لباس خواتین نہیں پہنتی تھیں۔ اسی طرح بعد میں عورتوں نے باہر نکلتے وقت اپنی پنڈلیوں کو ڈھکنے کے لئے موزے کا استعمال شروع کیا۔ لیکن وہ گھروں میں موزے نہیں پہنتی تھیں۔ اور اسی وجہ سے ان عورتوں نے کہا تھا کہ تب تو ان کی پنڈلیاں کھل جائیں گی۔ جس کا مقصد پنڈلیوں کا ڈھکنا تھا کیونکہ جب کپڑا ٹخنے سے اوپر ہوگا تو چلتے وقت پنڈلیاں کھل جائیں گی۔

اور یہ بھی مروی ہے کہ أَعْرُوا النِّسَاءَ يَلْزِمْنَ الْحِجَالَ کہ عورتوں کو زیب و زینت کے لباس سے محروم رکھو نتیجتاً وہ اپنے گھروں میں بیٹھی رہیں گی[2] مسلمان عورتیں

← سنن النسائی۔ کتاب الزینۃ : باب ذیول النساء (ح ۵۳۳۹، ۵۳۴۰)
علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''یہ حدیث صحیح ہے۔''

[1] سیدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ایک عورت نے سوال کیا کہ میرا دامن لمبا رہتا ہے اور بسا اوقات مجھے گندی جگہ سے گذرنا پڑتا ہے تو ایسی صورت میں ہم کیا کریں؟ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ کا رشاد ہے کہ "یطھرہ ما بعدہ" اس کے بعد والی پاک زمین اسے پاک کر دے گی۔

سنن ابو داؤد۔ کتاب الطھارۃ : باب الاذی لیصکیب الثوب (ح ۳۸۳)

سنن الترمذی۔ باب الوضوء من الموطأ (ح ۱۴۳)
علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

[2] معجم الطبرانی الکبیر میں یہ روایت مسلمہ بن مخلد سے مروی ہے جس کی سند میں ایک راوی مجمع بن کعب ہے جو مجہول راوی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام نور الدین ہیثمی نے بھی مجمع الزوائد (۵/ ۱۳۸) میں اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ←

اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرتی تھیں اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَمْنَعُوا اِمَآءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَ بُيُوتُهُنَّ خَيرٌ لَهُنَّ۔))[1]

''یعنی اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں (میں نماز کے لیے آنے سے) سے نہ روکو لیکن ان کے گھر ان کے لئے زیادہ بہتر ہیں۔''

غیر محرم کی موجودگی میں مؤمنہ عورت کے ہاتھ اور پاؤں کے پردہ کا مسئلہ

پھر بھی انہیں قمیص کے ساتھ صرف اوڑھنی میں نماز کا حکم دیا گیا مگر خف یا موزے وغیرہ کا حکم نہیں دیا گیا کہ جس سے وہ اپنے پیروں کو چھپائیں اور نہ ہی انہیں دستانہ وغیرہ کا مکلّف بنایا گیا جس سے وہ اپنے ہاتھوں کو چھپائے رکھیں۔

یہ اس بات کی دلیل ہے اگر اجنبی مرد نہ ہوں تو نماز میں عورت کے لئے ہاتھ اور پاؤں کا چھپانا واجب نہیں۔ چنانچہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فرشتے پوشیدہ زینت

← حافظ عبدالرؤوف المناوی فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ امام ابن عسا کرنے اپنے امالی میں اس روایت کو ایک دوسری سند سے روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے' بکر بن نہشل فرماتے ہیں کہ کم از کم یہ حدیث حسن ضرور ہے۔ فیض القدیر (۱/ ۵۶۰)

اس حدیث کی شرح میں حافظ مناوی تحریر فرماتے ہیں کہ عورتوں کو غیر ضروری زینت اور فخر و مباہات والے کپڑے اور زیورات سے دور رکھنا ہی مناسب ہے' کیونکہ انہیں جب یہ چیزیں ملیں گی تو وہ باہر سیر و تفریح کے لئے نکلنے کی کوشش کریں گی' جہاں اپنی پوشیدہ زینتوں کی نمائش کرتی پھریں گی' جنھیں اجنبی مرد اپنی نظروں کا نشانہ بنائیں گے۔ فاسقہ و فاجرہ عورتیں انہیں دیکھ کر اپنے شوہروں سے ان کا تذکرہ کریں گی جس کی وجہ سے فتنہ وفساد کا جو سلسلہ شروع ہوگا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

اس حدیث میں اس امر پر بھی ابھارا گیا ہے کہ عورتیں بغیر کسی خاص ضرورت کے نہ تو زیادہ باہر نکلیں اور نہ ہی غیر ضروری زینت و زیبائش کے پیچھے پڑی رہیں بلکہ پردہ پوشی وغیرہ کا خاص خیال رکھنا ہی ان کے لئے زیادہ مناسب ہے۔ فیض القدیر شرح جامع الصغیر ۱/ ۵۶۰۔۵۶۱

[1] صحیح البخاری۔ کتاب الجمعة : باب ۱۲ (ح ۹۰۰)

صحیح مسلم۔ کتاب الصلاۃ باب خروج النساء الی المساجد (ح ۴۴۲)

سنن ابو داؤد۔ کتاب الصلاۃ : باب ماجاء فی خروج النساء الی المساجد (ح ۵۶۷)

کی طرف نہیں دیکھتے۔[1]

یعنی جب عورت اپنا دوپٹہ یا قمیض اتار دیتی ہے تو فرشتے اس کی طرف نہیں دیکھتے۔

---

[1] مصنف علیہ الرحمہ کا اشارہ درج ذیل قصہ کی طرف ہے:
حافظ ابن عبدالبر اپنی مشہور کتاب الاستیعاب میں امام ابن ابی خیثمہ کی کتاب المکیین کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے میرے چچا زاد! آپ کا ساتھی (جس سے آپ کو خوف لاحق ہے) جب آپ کو دکھائی دے تو مجھے ضرور خبر کریں۔ چنانچہ جب سیدنا جبریل میرے پاس آئے ہیں۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ''میری دائیں ران پر بیٹھ جائیں۔'' آپ نے ایسا ہی کیا تو سیدہ خدیجہ نے سوال کیا کہ ''اب بھی نظر آ رہا ہے؟'' آپ نے جواب دیا کہ ''ہاں! اب بھی دیکھ رہا ہوں'' پھر کہا کہ ''آئیے اور میری بائیں ران پر بیٹھ جائیے۔'' آپ نے ایسا ہی کیا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ''اب بھی دیکھ رہے ہیں؟'' آپ نے فرمایا ''اب بھی دیکھ رہا ہوں'' پھر کہا کہ آئیے میری گود میں بیٹھ جائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اب بھی دکھائی دے رہا ہے'' تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا دوپٹہ اتار دیا اور سینے کو کھول دیا پھر پوچھا کہ ''اب بھی دیکھ رہے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''خوشخبری ہو! وہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے۔'' الاستیعاب علی هامش الاصابة ۴/ ۲۷۵۔ لیکن اس قصے کی سند منقطع ہے۔ اور اسی سے ملتی جلتی ایک روایت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''الاصابة'' میں ''دلائل النبوة لأبی نعیم'' کے حوالے سے نقل کر کے اس کی تضعیف کی ہے، جس کے الفاظ اس طرح ہیں: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آسمان و زمین کے بیچ میں ایک جسم دکھائی پڑا۔ سیدہ خدیجہ نے فرمایا: ''آپ میرے قریب آ جائیں'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب ہو گئے تو سیدہ خدیجہ نے عرض کیا: ''اب بھی دکھائی دے رہا ہے؟'' آپ نے فرمایا ''ہاں۔'' پھر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''آپ اپنا سر میرے کپڑے کے اندر کر لیں۔'' آپ نے ایسا ہی کیا تو سیدہ خدیجہ نے پوچھا: ''کیا اب بھی دیکھ رہے ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' سیدہ خدیجہ نے فرمایا: ''خوشخبری ہو! یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے، کیونکہ شیطان ہوتا تو شرماتا نہیں۔'' الاصابة ۴/ ۲۷۳ ذکر خدیجہ۔
علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی ہے۔ البتہ اتنا لکھا ہے کہ ''یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ مصنف علیہ الرحمہ نے لفظ ''رُوِيَ'' سے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔''

خلاصہ یہ کہ نماز کے سلسلے میں عورت کو صرف اتنی ہی مقدار (یعنی قمیص اور اوڑھنی) کا حکم دیا گیا ہے' جیسا کہ مرد کو حکم ہے کہ اگر وہ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھے تو اس میں اس طرح لپٹے کہ اپنے کندھے اور حدود ستر کو چھپالے۔

حالت احرام میں مرد و عورت کا لباس اور پردہ

مرد کے دونوں کندھوں کا وہی حکم ہے جو عورت کے سر کا حکم ہے۔ چنانچہ مرد قمیض پہن کر' یا جو کپڑا قمیص کا بدل بن سکے' اس میں نماز پڑھ سکتا ہے' لیکن حالت احرام میں اس کے لئے جائز نہیں کہ اس کے اعضاء جسم کے حساب سے کاٹ کر جو کپڑا سلا گیا ہو (مثلاً: قمیص یا چوغہ وغیرہ) اس میں نماز پڑھے۔ جس طرح کہ عورت کے چہرہ سے متعلق احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے دو قول ہیں:

① ایک رائے تو یہ ہے کہ وہ مرد کے سر کی طرح ہے جسے نہ چھپایا جائے گا۔

② دوسرا قول یہ ہے کہ عورت کا چہرہ مرد کے دونوں ہاتھوں کے حکم میں ہے جسے برقعہ اور نقاب وغیرہ' کسی ایسی چیز سے نہیں چھپائے گی جو خاص طور پر اس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نقاب اور دستانہ کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔[1]

البتہ حالت احرام میں عورتیں اپنے چہرے پر بغیر کسی حائل کے مردوں کی نظروں سے بچاؤ کے لئے گھونگھٹ نکال لیا کرتی تھیں۔[2]

---

[1] صحیح بخاری ۔ کتاب جزاء الصید : باب ما ینھی عن الطیب للمحرم والمحرمة (ح ۱۸۳۸)

[2] ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "ہم لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں تھے' جب لوگ ہمارے پاس سے گذرتے تو ہم گھونگھٹ نکال لیتے اور جب گذر جاتے تو چہرے پر سے کپڑا ہٹا لیتے۔"

سنن ابوداؤد۔ کتاب المناسك : باب فی المحرمة تغطی وجھھا (ح ۱۸۳۳)

سنن ابن ماجه۔ کتاب المناسك : باب المحرمة تسدل الثوب علی وجھھا (ح ۲۹۳۵)

اس سے معلوم ہوا کہ ان کا چہرہ خود ان کے اپنے ہاتھوں اور مردوں کے ہاتھوں کی طرح ہے۔ اور جیسا کہ یہ بات پہلے آ چکی ہے کہ عورت پوری کی پوری چھپانے کی چیز ہے' اس لئے اسے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو چھپانا ہو گا' لیکن کسی ایسے کپڑے سے جو انسانی اعضاء کے مطابق نہ سلا گیا ہو' بعینہٖ اسی طرح جس طرح کہ مرد پاجامہ یا شلوار وغیرہ نہ پہنے گا' لیکن تہبند کا استعمال کرے گا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

❀❀❀

باب : ۳

عورت کے جسم کا پردہ

سورۂ نور کی روشنی میں

''عورت کو بہت سی ایسی چیزوں سے بچانا اور محفوظ رکھنا ضروری ہے' جن سے مردوں کو بچانا ضروری نہیں ہے۔ اسی لئے صرف عورت کو پردہ کا حکم دیا اور اظہار زینت و بے پردگی سے روکا گیا ہے۔''

نگاہوں کا پردہ شرمگاہ کے تحفظ کا باعث

چنانچہ عورتوں کے لئے لباس کے ذریعہ پردہ پوشی کا اہتمام اور گھروں میں سکونت پذیر رہنا ضروری ہے' جبکہ مردوں کے لئے یہ بات ضروری نہیں۔ کیونکہ عورتوں کا بے پردہ ہونا فتنہ وفساد کا سبب ہے' جبکہ مرد ان کے نگران ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ﴾[1]

---

[1] ﴿اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ ←

''(اے نبیؐ) آپ مؤمن مردوں سے کہیں کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں' یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مرد و عورت دونوں کو اپنی نظریں نیچے رکھنے' شرمگاہ کی حفاظت کرنے اور توبہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور عورتوں کو خاص طور پر یہ حکم بھی دیا ہے کہ پردہ پوشی کا خاص اہتمام کریں۔ شوہروں اور جن جن رشتہ داروں کو اس آیت میں مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے ان کے علاوہ کسی کے سامنے اپنی زیب و زینت کا اظہار نہ کریں۔ البتہ زیب و آرائش کا جو حصہ خود بخود ظاہر ہو جیسے اوپر والا لباس وغیرہ تو کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ اس میں کوئی اور خرابی[1] نہ ہو۔ کیونکہ اس کے اظہار سے چارہ کار نہیں۔

لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۚ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (النور: ۲۴/ ۳۰-۳۱)

''جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے باخبر ہے اور مؤمن عورتوں سے بھی کہیں کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھلائیں۔ بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔ وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں مگر ان لوگوں کے سامنے اپنے شوہر' باپ' شوہروں کے باپ' اپنے بیٹے' شوہروں کے بیٹے بھائی' بھائیوں کے بیٹے' بہنوں کے بیٹے' اپنی عورتوں' اپنے مملوک' وہ زیردست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں۔ اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہیں ہیں۔ اور وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو آرائش انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔ اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ سے توبہ کرو تا کہ فلاح پاؤ۔''

[1] اس خرابی سے مراد ہے کہ لباس اس قسم کا نہ ہو کہ جو کشش کا باعث بن جائے۔ یا ایسے فیشن پر مبنی ہو جو عورت کے چھپائے جانے کے تقاضوں کے خلاف ہو۔ تنگ و چشت نہ ہو یا پھر باریک نہ ہو کہ جس سے جسم کی جھلک نظر آتی ہو۔ یا اس پر اس قسم کے نقش و نگار اور بیل بوٹے بنائے گئے ہوں کہ جو راہ چلتی عورت کی طرف لوگوں کی نظریں اٹھنے اور تجسس کا باعث بنے۔ یا ایسا لباس ہو کہ جو کفار کی تہذیب و تمدن کا آئینہ دار ہو' یا کفار کا خاص طور پر نشان و علامت ہو' یا کوئی بھی ایسا لباس کہ جو پردہ کے عفت و عصمت کے تحفظ کے مقاصد کو نقصان پہنچا رہا ہو اور عورت کے لیے گناہ کا باعث بن رہا ہو' یا اس کے وقار کرامت و شرافت' حیاء پاکیزگی کو متاثر و داغدار کر رہا ہو یا کسی بھی طرح سے عامۃ الناس کے لیے فتنہ کا باعث بننے کا موجب بنے وغیرہ وغیرہ لباس کی خرابیاں ہیں۔ (نقاش)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قول بھی یہی ہے۔

چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا پردہ عام حالات میں

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ ظاہری زینت میں شمار ہیں۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ اور علماء کی ایک جماعت جیسے شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا بھی یہی قول ہے۔ نیز اللہ تبارک و تعالیٰ کا حکم ہے کہ عورتیں ''جلباب'' لٹکایا کریں' یعنی گھونگھٹ نکالا کریں' تاکہ وہ پہچانی نہ جائیں اور انہیں تنگ نہ کیا جائے۔ یہ ارشاد ربانی پہلے مسلک کی دلیل ہے۔ چنانچہ سیدنا عبیدہ السلمانی وغیرہ کہتے ہیں کہ مسلمان عورتیں اپنی چادریں سر کے اوپر سے اس طرح لٹکا لیتی تھیں کہ راستہ دیکھنے کے لئے صرف ان کی آنکھیں کھلی رہتی تھیں۔

صحیح بخاری کی روایت میں حالت احرام میں عورت کو نقاب اور دستانہ پہننے سے روکا گیا ہے۔[1] یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نقاب اور دستانہ حالت احرام کے علاوہ عورتوں میں مشہور و معروف تھا' جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ عورتوں کے چہرے اور ہاتھ چھپے رہتے تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر ایسی حرکت وعمل سے عورتوں کو منع فرمایا ہے جس کو سن کر یا کسی اور طرح ان کی پوشیدہ آرائش معلوم کی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ ﴾

(النور : ۲۴/ ۳۱)

''وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلیں' کہ اپنی جو آرائش انہوں نے چھپا رکھی ہے اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔''

اور فرمایا:

﴿ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ ﴾ (النور : ۲۴/ ۳۱)

---

[1] صحیح بخاری۔کتاب جزاء الصید: باب ماینھی من الطیب للمحرم والمحرمة (ح ۱۸۳۸)

"اور اپنے سینے پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈال لیں۔"

جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمان عورتوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اپنی گردنوں پر لٹکا لیا۔

گردن گریبان اور چہرہ کا پردہ کیوں؟

جیب: قمیص کی لمبائی میں شگاف کا نام ہے (جسے ہم گریبان کہتے ہیں) جب عورت اپنی چادر کو گریبان پر ڈالے گی تو اس کی گردن بھی چھپ جائے گی۔

بعدازاں اسے یہ بھی حکم دیا گیا کہ وہ گھر سے باہر جانے کی صورت میں اپنی چادر کو اوپر سے لٹکا کر گھونگھٹ نکال لے۔ ہاں اگر وہ گھر ہی میں رہتی ہے تو گھونگھٹ نہیں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے سیدہ صفیہ کے ساتھ دخول فرمایا تو صحابہ کرام نے کہا کہ اگر آپ ﷺ نے انہیں پردہ کروایا تو ان کا شمار امہات المومنین میں ہوگا۔ اور اگر پردہ نہ کرایا تو لونڈی ہیں۔ مگر آپ ﷺ نے انہیں پردہ کروایا۔[1]

اور عورتوں پر پردہ تو اس لئے فرض کیا گیا ہے کہ ان کے چہرے اور ہاتھ نہ دیکھے جا سکیں۔ نیز پردہ آزاد عورتوں پر فرض ہے' لونڈیوں پر نہیں۔ چنانچہ عہد نبوی اور عہد خلفائے راشدین میں یہی معمول تھا کہ آزاد عورتیں پردہ کیا کرتی تھیں اور لونڈیوں کے چہرے کھلے رہا کرتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب کسی لونڈی کو چہرہ ڈھانپے ہوئے دیکھتے تو اسے مارتے اور فرماتے: "اری بے وقوف! تو آزاد عورتوں سے مشابہت کرتی ہے۔"[2] معلوم ہوا کہ لونڈیوں کا سر' چہرہ اور دونوں ہاتھ کھلے رہ سکتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب النکاح: باب اتخاذ السرای (ح ۵۰۸۵)
صحیح مسلم۔ کتاب النکاح: باب فضیلة اعتاقة امة ثم یتزوجها (ح ۱۳۶۵)

[2] مصنف عبدالرزاق (۳/ ۱۳۶)

امۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ لِلتَّقۡوٰى ؕ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ۝﴾

(الحجرات : ۴۹/ ۳)

''یقیناً جو لوگ اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے پاس پست رکھتے ہیں ان کے دلوں کا اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے امتحان لیا ہے۔ ان کے لیے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔''

پس آیت میں ان بوڑھی عورتوں کو جو شادی کی خواہش نہیں رکھتیں، رخصت دی گئی ہے کہ وہ اپنے حجاب والے کپڑے اتار سکتی ہیں۔ یعنی ان کے لئے جائز ہے کہ چادر نہ اوڑیں اور پردہ نہ کریں (بشرطیکہ اپنی زینت وآرائش کی نمائش نہ مقصود ہو)۔ تو ان بوڑھی عورتوں کو عام آزاد عورتوں سے اس لئے مستثنیٰ کیا گیا کہ جو وجہ فساد عام طور پر ان عورتوں میں ہوا کرتی ہے اب وہ ان بوڑھی عورتوں میں باقی نہیں رہی۔[1] جس طرح مردوں میں سے ﴿اَلتّٰبِعِیۡنَ غَیۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ﴾ (وہ زیر کفالت مرد جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں) کو اظہار زینت کے مسئلے میں مستثنیٰ کر دیا گیا ہے کیوں کہ ان کے اندر وہ خواہش وشہوت نہیں ہوتی جس سے فتنہ وخرابی پیدا ہو۔

اگر لونڈی (نوکرانی) سے فتنہ کا خطرہ ہو تو......

بعینہٖ اسی طرح اگر لونڈی سے فتنے کا خوف ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ بھی گھونگھٹ نکالے اور پردہ کرے، اور لوگوں پر بھی واجب ہے کہ اس سے نظریں نیچی رکھیں اور پھیر لیں۔ کیونکہ قرآن وسنت میں کہیں بھی نہیں ہے کہ عام لونڈیوں کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ یا انہیں پردہ پوشی کی ممانعت ہے یا انہیں اپنی زیبائش کی نمائش کی کھلی اجازت

[1] یہاں زیادہ عمر والی عورتوں کو پردہ نہ کرنے کی رعایت دی گئی ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب اس عورت سے کس قسم کے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ بعض عورتیں بڑی عمر میں بھی ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا حسن و جمال فتنہ کا باعث بن سکتا ہے اور ان کے زیب و زینت اور جدید فیشن پر مبنی ملبوسات خود ایک فتنہ ہوتے ہیں۔ ایسی عورتیں جو بڑی عمر والی ہونے کے باوجود فتنہ کا باعث بن سکتی ہوں ان کے لیے پردہ کرنا ضروری ہے۔ یہی عرب علماء کا فتویٰ ہے۔ (نقاش)

ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم نے جن باتوں کا حکم آزاد عورتوں کو دیا ہے لونڈیوں کو نہیں دیا اور سنت نبوی نے عملاً دونوں میں فرق کیا ہے۔ جبکہ کسی عام لفظ سے دونوں کا حکم الگ الگ نہیں بیان کیا' بلکہ مسلمانوں کا عام معمول یہی تھا کہ صرف آزاد عورتیں ہی پردہ کرتی تھیں لونڈیاں نہیں۔ اور قرآن مجید نے اس حکم عام سے صرف بوڑھی عورتوں کو مستثنیٰ کیا ہے کہ ان پر پردہ واجب نہیں ٹھہرایا جیسا کہ بعض مردوں کو یعنی ﴿غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ﴾ کو مستثنیٰ کیا کہ عورتیں ان کے سامنے آرائش اور پوشیدہ زینت کو ظاہر کر سکتی ہیں' کیوں کہ نہ تو ان بوڑھی عورتوں میں شہوت باقی رہی ہے اور نہ ہی ایسے مردوں سے کوئی خطرہ ہے۔ لہٰذا اس قاعدہ تحفظ کے پیش نظر بعض لونڈیوں کو عام حکم سے مستثنیٰ کرنا بدرجہ اولی مناسب ہے یعنی وہ لونڈیاں جن کے پردہ نہ کرنے اور زینت خفیہ کی نمائش سے فتنے کا خطرہ ہو سکتا ہے۔

اسی طرح بعض محرم رشتہ داروں کے سامنے بھی پوشیدہ زینت کا اظہار جائز نہ ہوگا۔ مثلاً: شوہر کے ایسے جوان بیٹے جن کے اندر شہوت اور عورتوں کے معاملات سے دلچسپی ہو۔

خلاصہ یہ کہ قرآن پاک کا حکم عام حالات و عادات کے پیش نظر ہے' لیکن اگر کوئی معاملہ عام عادات سے مختلف ہو تو حکم بھی عام حالات سے مختلف ہوگا یعنی جب باندیوں کے بے پردہ باہر نکلنے اور ان کی طرف دیکھنے سے فتنے کا خطرہ ہو تو اس سے روکنا واجب ہوگا اور یہی حکم دوسری صورتوں میں بھی لاگو ہوگا۔

باعث فتنہ لڑکوں لڑکیوں اور نظر بازی سے بچنا اور پردہ کو لازم پکڑنا

اور یہی معاملہ مردوں کے ساتھ مردوں کا ہے اور عورتوں کے ساتھ عورتوں کا ہے۔ کہ اگر کوئی عورت دوسری عورتوں کے لئے فتنہ کا سبب بن جائے' یا کوئی مرد دوسرے مردوں کے لئے باعث فتنہ ہو تو دیکھنے والے کو اسی طرح نظر نیچی رکھنے کا حکم دیا جائے گا' جس طرح شرمگاہ کی حفاظت کا حکم ہے۔

چنانچہ اگر باندیاں اور نابالغ بچے ایسے خوبصورت ہوں کہ ان کی طرف دیکھنے سے فتنہ کا خوف ہو تو علماء کی رائے میں ان کا بھی یہی حکم ہوگا۔

احمد مروزی رحمۃ اللہ علیہ[1] بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ یعنی احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اپنے غلام کی طرف دیکھنے کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر فتنے کا ڈر ہو تو نہ دیکھے۔ کتنی ہی نظریں ایسی ہیں جو دیکھنے والے کے دل میں مصیبت ڈال دیتی ہیں۔

یہی امام احمد مروزی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ سے سوال کیا کہ ایک شخص توبہ کرتا ہے اور کہتا ہے: ''اگر میری پیٹھ پر کوڑے بھی برسائے جائیں تب بھی میں گناہ کے قریب نہ جاؤں گا' البتہ وہ نظر بازی سے باز نہیں آتا۔ اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا فرمان ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''یہ کیسی توبہ ہے؟'' سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''میں نے رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک پڑ جانے والی نظر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا ''اَصْرِفْ بَصَرَكَ'' اپنی نظر پھیر لو۔[2]

ابن ابی الدنیا فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد اور سوید نے بتایا' انہیں ابراہیم بن ہراسہ نے' وہ عثمان بن صالح سے اور وہ حسن سے اور وہ ذکوان سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ''مالداروں کے بچوں کے پاس نہ بیٹھو' کیونکہ ان کی صورتیں عورتوں جیسی

---

1. سیدنا احمد بن محمد بن حجاج الروزی رحمۃ اللہ علیہ امام اہل السنۃ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں۔ امام احمد کو ان سے خاص انسیت و محبت تھی اور ان کی وفات کے بعد آنکھیں بند کرنے اور غسل دینے کا شرف انہیں کو حاصل ہوا۔
مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے نہ صرف حدیث و فقہ کا علم بلکہ حدیث و فقہ اور زہد وورع کا علم و عمل دونوں حاصل کیا۔ حتی کہ احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو کچھ تم بیان کرو وہ میری زبان ہے خواہ وہ بات میں نے کہی ہو یا نہیں۔ جمادی الاولی ۲۷۵ھ کو بغداد میں وفات پائی اور اپنے استاذ کے قدموں کے پاس دفن ہونا نصیب ہوا۔ طبقات الحنابلہ ۱/ ۵۶' الاعلام ۱/ ۳۵

2. صحیح مسلم۔ کتاب الادب: باب نظر الفجاۃ (ح ۲۱۵۹)
سنن ابو داؤد۔ کتاب النکاح: باب مایومربه من غض البصر (ح ۲۱۴۹)

ہوتی ہیں اور وہ کنواری لڑکیوں سے بھی بڑا فتنہ ہیں۔"[1]

مندرجہ بالا استدلال و قیاس چھوٹی برائی سے بڑی پر تنبیہ کرنے کے باب سے ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ: یہی حکم ایک عورت کا دوسری عورت کے ساتھ ہے (یعنی اگر کوئی عورت عورتوں کے لئے فتنہ ہو تو اس سے بھی پردہ کیا جائے گا) اسی طرح عورت کے بعض محرم رشتہ دار جیسے شوہر کا بیٹا' شوہر کا پوتا' عورت کا بھتیجا' بھانجا (اور تمام طرح کے کزن) اور عورت کا زر خرید غلام (ان لوگوں کے نزدیک جو اسے محرم سمجھتے ہیں۔) جب ان سے مرد یا عورت کے لئے فتنے کا خوف ہو تو اسے پردے کا حکم کیا جائے گا۔ بلکہ پردہ واجب ہوگا۔ کیونکہ جن صورتوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے پردے کا حکم دیا ہے وہ فتنہ و فساد کے اندیشے کی صورتیں ہیں۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ﴾ یعنی یہ پردہ زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے یعنی پاکبازی اور طہارت اور طریقوں سے بھی ہوسکتی ہے لیکن یہ طریقہ زیادہ پاکیزہ ہے۔ چونکہ نظر بازی اور بے پردگی سے شہوت قلبی اور لذت نظر کا حصول ہوتا ہے جس سے نفس اور طہارت روح ختم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ نظر بازی سے بدرجہ اولیٰ روکا جائے اور پردہ کو واجب قرار دیا جائے۔

ہیجڑوں سے پردہ اور اختلاط کی ممانعت سے سستی کی تباہ کاری

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ باقی اصحاب کتب ستہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہیجڑوں اور مردوں کی صورت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے اور آپ نے فرمایا کہ ہیجڑوں کو اپنے گھروں سے نکال دو' فلاں فلاں ہیجڑے کو نکال باہر کرو۔[2]

---

[1] علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ منقطع ہونے کے باوجود یہ اثر سخت ضعیف ہے کیونکہ اس سند میں واقع راوی ابراہیم بن ہراسہ متروک ہے اور خود حسن بن ذکوان میں بھی ضعیف ہے۔

[2] صحیح البخاری۔ کتاب اللباس: باب اخراج المتشبهين بالنساء من البيوت (ح ۵۸۸۶)
سنن ابو داؤد۔ ح ۴۹۳۰۔سنن الترمذی (ح ۲۷۸۵)
سنن النسائی (ح ۹۲۵۱)
سنن ابن ماجہ (ح ۱۹۰۴) اوپر منقول الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ یہ نکالے جانے والے تین ہیجڑے ہیم' ماتع اور ھیت تھے۔ لیکن ان میں بڑی برائی نہ تھی' بس ان کی نرم اور میٹھی باتوں میں' عورتوں کی طرح اپنے ہاتھ پیر رنگنے میں اور عورتوں جیسے کھیل کود ہی میں ان کا سارا ہیجڑا پن تھا۔

سنن ابوداؤد میں ابویسار القرشی عن ابی ہاشم عن ابی ہریرۃ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ہیجڑا لایا گیا' جس نے اپنے ہاتھوں اور پیروں میں مہندی لگا رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اسے کیا ہوا ہے؟'' بتایا گیا کہ: ''یہ عورتوں کی مشابہت کرتا ہے۔'' آپ نے اسے شہر بدر کر دینے کا حکم دیا اور اسے مقام نقیع[1] کی طرف نکال دیا گیا' آپ سے دریافت کیا گیا کہ اسے قتل کر دیں۔ آپ نے فرمایا ''اِنِّی نُهِیتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّینَ۔'' ''مجھے نمازیوں کے قتل سے روکا گیا ہے''[2]

جب آپ ﷺ نے اس قسم کے ہیجڑوں کو آبادیوں سے نکال دینے کا حکم دیا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ ہیجڑا جو اپنے آپ کو بلا روک ٹوک لوگوں کے حوالے کر دے کہ لوگ اس سے لذت اندوز ہوں' اس کے جسم کی خوب صورتی دیکھیں اور اس کے ساتھ بدفعلی بھی کریں تو ایسے ہیجڑے کو مسلمان آبادی سے نکالنا اور شہر بدر کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔

ہیجڑوں کے ذریعہ مردوں اور عورتوں دونوں میں بگاڑ پیدا ہوگا۔ کیونکہ وہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں' اس لئے عورتیں اس کے ساتھ میل جول رکھ سکتی ہیں اور ان سے بری عادتیں بھی سیکھ سکتی ہیں۔ اور چونکہ وہ مرد ہے اس لئے وہ عورتوں کو خراب بھی کر دے گا۔ نیز جب مرد ان کی طرف رغبت کریں گے تو عورتوں سے اعراض کریں گے۔ علاوہ ازیں جب عورت دیکھے گی کہ فلاں مرد ہیجڑوں کی مشابہت کرتا ہے تو وہ خود مردوں کی مشابہت کرے گی اور انہیں کے رنگ ڈھنگ اپنائے گی' پھر اسے دونوں جنسوں کے

---

[1] ''نقیع'' منطقۂ حجاز کی بڑی بڑی وادیوں میں سے ایک ہے' جو مدینہ منورہ کے جنوب میں واقع ہے' اس کا سب سے قریبی حصہ مدینہ منورہ سے چالیس کیلومیٹر اور سب سے بعید حصہ ۱۲۰ کیلومیٹر کی دوری پر ہے۔ (معجم المعالم الجغرافیه فی السیرة ص۔ ۳۲۰)

[2] سنن ابو داؤد۔ کتاب الادب : باب حکم المخنثین (ح ۴۹۲۸)

ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا موقع ملے گا' پھر یہ عورتوں کی مجامعت اختیار کرے گی جیسے کہ وہ ہیجڑہ مردوں کی مجامعت اختیار کرتا ہے۔

نظروں (آنکھوں) کا پردہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کتاب عزیز میں نظریں بچانے کا حکم دیا ہے' جس کی دو قسمیں ہیں:

① شرم گاہ سے نظر بچانا۔

② محلِ شہوت سے نظر بچانا۔

((لَا یَنظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عُوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا تَنظُرُ الْمَرْأَةُ اِلٰی عُوْرَةِ الْمَرْاَةِ))۔[1]

''یعنی نہ تو مرد کسی دوسرے مرد کی شرمگاہ دیکھے اور نہ عورت کسی دوسری عورت کی شرمگاہ دیکھے۔''

چنانچہ ہر شخص پر واجب ہے کہ اپنی ستر پوشی کا پورا پورا اہتمام کرے۔ اسی بناء پر آپ ﷺ نے سیدنا معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ))

''یعنی اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا ہر ایک سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔''

وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ! ...... اگر ہم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہوں تب بھی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَا يَرَيَنَّهَا اَحَدٌ فَلَا يَرَيَنَّهَا))

''اگر تیرے بس میں ہو کہ کوئی تیری شرمگاہ نہ دیکھ پائے تو کسی کو دیکھنے کا موقع نہ دے۔''

پھر میں نے عرض کیا: ''اگر کوئی اکیلا ہی ہو تو کیا حکم ہے؟'' آپ نے فرمایا:

---

[1] یہ حدیث اور اس کی تخریج اس سے قبل گذر چکی ہے۔

((فَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ یُّسْتَحْیٰ مِنْہُ مِنَ النَّاسِ))[1]

''یعنی عام لوگوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے شرم کرنا زیادہ ضروری ہے۔''

اور بقدر ضرورت شرمگاہ کا ننگا کرنا جائز ہے جیسا کہ قضائے حاجت کے وقت۔ اسی طرح اگر مرد اکیلا غسل کر رہا ہو اور وہاں آڑ یا پردہ ہو تو ننگے غسل کرنا جائز ہے' جیسا کہ سیدنا موسیٰ اور ایوب علیہما السلام نے کیا تھا۔[2]

---

[1] اس سے قبل یہ حدیث اور اس کی تخریج گذر چکی ہے۔

[2] صحیح بخاری میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنو اسرائیل ایک ہی ساتھ ننگے نہایا کرتے تھے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام چونکہ بہت شرمیلے اور پردہ پوش تھے اس لئے وہ اکیلے غسل فرمایا کرتے تھے۔ بنو اسرائیل نے آپس میں کہا کہ موسیٰ اکیلے اس لئے نہاتے ہیں کہ یا تو انہیں برص کی بیماری ہے یا ان کا خصیہ پھولا ہوا ہے اور یا تو پھر انہیں کوئی اور بیماری ہے (اللہ تعالیٰ کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی براءت مقصود ہوئی) چنانچہ ایک بار سیدنا موسیٰ علیہ السلام غسل کے لئے تشریف لے گئے اور اپنا کپڑا اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیا۔ آپ جب غسل سے فارغ ہوئے اور کپڑا لینے کے لئے آگے بڑھے تو پتھر (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) کپڑا لے کر بھاگا۔ آپ پتھر کے پیچھے تیزی سے بھاگے اور پکارتے رہے...... : او پتھر! میرا کپڑا...... او پتھر! میرا کپڑا'' یہاں تک کہ بنو اسرائیل کی ایک جماعت پر آپ کا گذر ہوا اور بنو اسرائیل نے دیکھا کہ آپ میں کوئی عیب نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا کپڑا لیا اور غصے سے پتھر پر اپنی لاٹھی مارنے لگے۔ یہاں تک کہ پتھر پر چھ ضربیں لگائیں جن کا نشان پتھر پر پڑ گیا۔
اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا ۝﴾ (احزاب: ۳۳/ ۶۹)

اے ایمان والو! ...... ان لوگوں جیسے نہ بنو جنھوں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو تکلیفیں دیں' لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں بے عیب دکھلایا اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے معزز تھے۔''

صحیح البخاری۔ کتاب الغسل: باب من اغتسل عریانا وحدہ فی خلوۃ (ح ۲۷۸)

صحیح مسلم۔ کتاب الحیض: باب جواز الاغتسال عریانا فی الخلوۃ (ح ۳۳۱)

اسی طرح صحیح بخاری شریف میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (شفایاب ہونے کے بعد) سیدنا ایوب علیہ السلام ایک مرتبہ ننگے غسل فرما رہے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے سونے کی ٹڈیاں جھڑنے لگیں' آپ علیہ السلام انہیں جلدی جلدی اپنے کپڑے میں سمیٹنے ←

اور جبکہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے غسل فرمایا تھا۔[1]

اور جیسا کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں آپ ﷺ کا غسل فرمانا مذکور ہے۔[2]

(۲) نظر کی دوسری قسم یعنی کسی اجنبی عورت کی پوشیدہ زینت کی طرف دیکھنا تو یہ پہلی قسم سے بھی زیادہ سخت ہے۔ جیسے کہ شراب پینا' مردار' خون اور سؤر کے گوشت کھانے سے زیادہ برا ہے۔ اس لیے کہ شراب پینے پر حد مقرر ہے لیکن اگر کوئی بغیر عذر کے ان محرمات کو کھاتا پیتا ہے تو اس پر صرف تعزیر ہے۔ کیونکہ جس طرح شراب کی طرف طبیعت

← لگے۔ اللہ تعالیٰ نے پکار کر کہا: ''اے ایوب! ...... جو کچھ سمیٹ رہے ہو کیا ہم نے تمہیں اس سے بے نیاز نہیں کیا ہے؟'' آپ علیہ السلام نے عرض کیا: ''تیری عزت و جلال کی قسم! ...... (تو نے مجھے ان سے بے نیاز کر دیا ہے) لیکن تیری برکات سے میں کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ صحیح البخاری۔ حوالہ سابق' (ح ۲۷۹)

[1] شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا اشارہ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی درج ذیل روایت کی طرف ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کے پاس میں گئی تو دیکھا کہ آپ غسل فرما رہے ہیں اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک کپڑے سے آپ کو پردہ کئے ہوئے ہیں۔ میں نے سلام کیا تو آپ نے پوچھا ''کون ہو؟'' میں نے عرض کیا: ''اُم ہانی ہوں'' آپ نے فرمایا: خوش آمدید اے ام ہانی!'' جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو ایک ہی کپڑے میں لپٹ کر چاشت کی آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ الحدیث

صحیح البخاری۔ کتاب الصلاۃ: باب الصلاۃ فی الثوب الواحد (ح ۳۵۷)

صحیح مسلم۔ کتاب الحیض: باب ستر المغتسل بثوب (ح ۳۳۶)

[2] سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کے لئے غسل کا پانی رکھا' جب آپ غسل فرمانے لگے تو ایک کپڑے سے ہم نے آپ کو پردہ کر دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور انہیں دھویا' پھر دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ میں پانی لے کر اپنی شرمگاہ کو دھویا' پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رگڑ کر دھویا' کلی کی ناک میں پانی ڈالا' چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا' پھر اپنے سر پر پانی ڈالا اور پورے جسم پر بہایا اور اس جگہ سے ہٹ کر اپنے پیروں کو دھویا' پھر پانی پونچھنے کے لئے ہم نے آپ کو ایک کپڑا دیا۔ لیکن آپ نے واپس کر دیا۔

صحیح البخاری۔ کتاب الغسل: باب نفض الیدین من الغسل عن الجنابۃ (ح ۲۷۶)

صحیح مسلم۔ کتاب الحیض: باب التستر بثوب (ح ۳۷۷)

کا میلان ہوتا ہے ان محرمات کی طرف نہیں ہوتا۔ یہی معاملہ مردوں کی شرمگاہ کی طرف دیکھنے کا ہے کہ جس طرح عورت یا اس کے ہم مثل کی طرف دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے مرد کی شرمگاہ دیکھنے کی اس طرح خواہش نہیں ہوتی۔ نابالغ بچے کی طرف شہوت سے دیکھنا بھی اسی حکم میں داخل ہے۔ اور علماء کا ... کی حرمت پر اتفاق ہے' جس طرح کہ اجنبی عورت اور بنظر شہوت محارم کی طرف دیکھنے کی حرمت پر اتفاق ہے۔

اسی طرح امرد (یعنی نابالغ بچہ اور وہ جوان جس کو ابھی داڑھی مونچھ نہ آئی ہو) کی طرف دیکھنا تین قسم کا ہے:

❀ پہلی صورت: امرد کی طرف بنظر شہوت دیکھنا' یہ بالاتفاق حرام ہے۔

❀ دوسری صورت: یقین کے ساتھ کہا جاسکے کہ اس دیکھنے میں شہوت قطعاً نہیں ہے۔ جیسا کہ کسی نیک و پرہیز گار آدمی کا اپنے خوبصورت بیٹے اور خوبصورت بیٹی اور اپنی خوبصورت ماں کی طرف دیکھنا۔ کیونکہ اس صورت میں شہوت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ الا یہ کہ وہ انتہائی بدکردار شخص ہو۔ خلاصہ یہ کہ جہاں کہیں بھی دیکھنے کے ساتھ شہوت کا وجود ہو' وہ دیکھنا حرام ہو جائے گا۔

یہی حکم اس شخص کے دیکھنے کا بھی ہے جس کا دل امرد کی طرف مائل ہی نہ ہوتا ہو جیسے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے' یا وہ قومیں جو اس برائی کو جانتی ہی نہیں بلکہ ان کے نزدیک اپنے لڑکے کی طرف دیکھنے' اور اپنے پڑوسی کے بچے یا کسی اجنبی بچے کی طرف دیکھنے میں کوئی فرق نہیں کہ اس سے ان کے دل میں کسی قسم کی شہوت پیدا نہیں ہوتی' کیونکہ وہ اس کے عادی نہیں ہیں' اس لئے کہ ان کا دل صاف ہے۔ چنانچہ عہد صحابہؓ میں لونڈیاں کھلے سر راستوں سے گذرتی تھیں اور مردوں کی خدمت بھی کیا کرتی تھیں' اس کے باوجود ان کے دل صاف تھے۔[1] لیکن آج کے دور میں اگر کوئی شخص خوبصورت ترکی

---

[1] علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شاید مصنف کا اشارہ سنن کبری البیہقی کی درج ذیل روایت کی طرف ہے۔ کہ سیدنا انس بن مالک فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر کی لونڈیاں ہماری خدمت کیا کرتی تھیں۔ درآنحالیکہ ان کے بال ننگے ہوتے اور ان کی چھاتیاں حرکت کرتیں۔ اس اثر کی سند حسن ہے۔ البیہقی ۲/ ۲۲۷

لونڈیوں کو مردوں ہی کی طرح شہر میں آزاد چھوڑ دے کہ لوگوں کے درمیان گھومیں پھریں تو اس سے فساد کا دروازہ کھل جائے گا۔

اسی طرح خوبصورت نابالغ بچوں کے لئے بھی مناسب نہیں کہ بلا ضرورت وہ ایسے گلی کوچوں میں پھرتے رہیں جہاں فتنے کا ڈر ہو۔ لہٰذا خوبصورت نابالغ بچوں کو نہ کپڑے اتارنے دیا جائے اور نہ اجنبی لوگوں کے ساتھ حمام میں بیٹھنے دیا جائے۔ (اور نہ انہیں چست یا بھڑکیلے کپڑے پہننے دیا جائے۔) اور نہ اجنبی لوگوں کے بیچ انہیں ناچنے کی اجازت دی جائے۔ بلکہ اسی طرح کے ہر اس کام سے روکا جائے جس میں لوگوں کے لئے فتنے کا خطرہ ہو۔ اور نظر کا مسئلہ اسی اصول کے مطابق ہو گا۔

(۳) مذکورہ بالا دونوں قسموں کا حکم علماء کے نزدیک متفق علیہ ہے لیکن نظر کی تیسری قسم سے متعلق اختلاف ہے یعنی امرد (نابالغ لڑکے) کی طرف بغیر شہوت کے دیکھنا جبکہ شہوت کے ابھرنے کا خطرہ ہو۔ اس بارے میں احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے دو قول ہیں۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ ایسی نظر جائز نہیں ہے اور یہی حکم شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے لوگوں سے بھی منقول ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ایسی نظر جائز ہے کیونکہ اصل شہوت کا نہ ابھرنا ہے اور کوئی چیز محض شک کی بنیاد پر حرام نہیں کی جا سکتی، بلکہ ایسی نظر مکروہ ہو سکتی ہے۔ لیکن پہلا مسلک ہی راجح اور قوی ہے جس طرح کہ مسلک امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ میں راجح قول یہی ہے کہ اجنبی عورت کی طرف بغیر ضرورت کے دیکھنا جائز نہیں ہے، اگرچہ شہوت بالکل معدوم ہو۔ کیونکہ شہوت کے ابھرنے کا خوف تو بہر حال موجود ہے۔ اسی وجہ سے اجنبی عورت سے تنہائی میں ملاقات کرنا حرام ہے، کیونکہ یہ فتنے کا سبب بن سکتا ہے۔ اور قائدہ مسلمہ ہے کہ جو عمل فتنہ کا ذریعہ بن سکتا ہو وہ حرام ہے۔ اس لئے اگر کوئی واقعی ضرورت نہ ہو تو ہر اس راستے کو بند کرنا ضروری ہے جو کسی وجہ سے فتنے کا سبب بن سکتا ہو۔

بنا بریں ہر وہ نظر جو فتنہ کا ذریعہ بن سکتی ہو اور کوئی خاص ضرورت بھی نہ ہو، وہ حرام

ہے۔ ہاں اگر کوئی راجح ضرورت ہو تو جائز ہے۔ مثلاً: پیغام نکاح دینے والے کا اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھنا' یا ڈاکٹر کا مریض خاتون کو دیکھنا وغیرہ۔ ایسی صورت میں دیکھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ بغیر شہوت کے ہو اور اگر ضرورت وحاجت درپیش نہ ہو تو محل فتنہ کو دیکھنا جائز نہ ہوگا۔

جہاں تک آنکھوں کا تعلق ہے تو آنکھیں کھلی رکھنا اور ان سے دیکھنا ایک ضرورت ہے اور جب آنکھیں کھلی ہوں گی تو بسا اوقات اچانک بلا ارادہ نظر پڑ جائے گی۔ لہٰذا انہیں مطلقاً نیچی رکھنا ممکن نہیں۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو نظریں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا لقمان نے اپنے بیٹے کو آواز کچھ پست رکھنے کی وصیت کی تھی۔

اور جہاں تک اللہ تبارک وتعالیٰ کے فرمان:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ ۝﴾[1]

(الحجرات: ۴۹/ ۳)

کا تعلق ہے تو اس میں ان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے اپنی آواز مطلقاً پست رکھتے ہیں۔ کیونکہ انہیں یہی حکم ہے۔ اور جب خدمت رسول میں حاضری کے وقت آوازیں بلند کرنے سے منع کیا گیا ہے' تو رسول اللہ ﷺ کے پاس مطلقاً آواز پست کرنا ایک خاص حکم ہے جو پسندیدہ ہے' اور بندہ ہر وقت اور ہر حالت میں آواز پست رکھ سکتا ہے لیکن اسے اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے' بلکہ بعض موقعوں پر آواز بلند کرنیکا حکم دیا گیا۔ (جیسے کہ اذان وغیرہ) یہ الگ بات ہے کہ کہیں یہ حکم وجوب کا درجہ

---

[1] پوری آیت اس طرح ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ ۚ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝﴾ (الحجرات: ۴۹/ ۳)

"جو لوگ رسول اللہ کے پاس دبی آواز سے بولتے ہیں وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے ادب کے لئے جانچ لیا ہے۔ ان کے لئے معافی اور بڑا ثواب ہے۔"

رکھتا ہے۔ اور کہیں استحباب کا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ ﴾ (لقمان: ۳۱/ ۱۹)

''اور اپنی آواز کچھ پست رکھو۔''[1]

آواز اور نظر پست رکھنا دل میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے والی چیز کی جامع ہے۔ کیونکہ سماعت کے راستے کوئی بات دل میں داخل ہوتی ہے اور آواز کے ذریعے باہر آتی ہے۔ جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے ان دونوں اعضاء کا اکٹھا ذکر کیا ہے۔ فرمایا:

﴿ أَلَمْ نَجْعَل لَّهُۥ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ۝ ﴾ (البلد: ۹۰/ ۸۔۹)

''کیا ہم نے اسے دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے۔''

یعنی آنکھ اور نظر کے ذریعے دل معاملات کی خبر پاتا ہے اور زبان اور آواز معاملات کو دل سے باہر لاتے ہیں۔ تو معلوم ہو کہ آنکھیں دل کی راہبر خبر پہنچانے والی اور ٹوہ لگانے والی ہوتی ہیں اور زبان دل کی ترجمانی کرتی ہے۔

پردے سے متعلق مالک کائنات کے احکامات

پھر آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۚ ﴾ (النور: ۲۴/ ۳۰)

---

[1] مسلمان عورتیں گھر میں یا گھر سے باہر ہوں اور دوران گفتگو جہاں اس بات کا اندیشہ اور خطرہ ہو کہ ان کی آواز غیر محرموں میں سنی جائے گی' اپنی آواز کو پست اور نیچی رکھیں۔ اس لیے کہ جیسے عورت کے چہرے وغیرہ کا پردہ ہے ایسے ہی اس کی آواز کا بھی پردہ ہے الا یہ کہ ناگزیر ضرورت ہو۔ عورت کی آواز خود بہت بڑے بڑے فتنوں کا پیش خیمہ ہے' اس لیے اسے غیر محرم سے بات کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ اگر ضرورت کے تحت بات کرنی پڑے تو کھردرے سپاٹ' سخت' کرخت اور ترش لہجے میں بات کرے شیریں میٹھے اور مترنم لہجے میں بات ہرگز نہ کرے اور دوران گفتگو اپنی آواز کو پست رکھے۔ کہ اونچی آواز میں گفتگو کرنا ویسے بھی معیوب غیر مہذب اور ناشائستہ رویہ کی نشاندہی کرتا ہے (نقاش)

"یہ ان کے لئے زیادہ ستھرا اور پاکیزہ طریقہ ہے۔"

نیز باری تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ (التوبة : ۹/ ۱۰۳)

"آپ ان کے مالوں سے صدقہ لیکر انہیں پاک کریں اور انہیں بابرکت کریں۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

(الاحزاب : ۳۳/ ۳۳)

"اہل بیت! اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔"

آیت استیذان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ﴾

(النور : ۲۴/ ۲۸)

"(گھر کے باہر آ کر دروازے پر دستک دو اور جوابی طور پر گھر کے اندر سے) اگر تم سے کہہ دیا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ' یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔"

ایک اور جگہ عورتوں سے ضرورت کے تحت معاملہ کرنے سے متعلق ارشاد ہے:

﴿فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾

(الاحزاب : ۳۳/ ۵۳)

"نبی ﷺ کی بیویوں سے اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو' یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔"

مزید ارشاد ہے:

﴿ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۝﴾

(المجادلة : ۵۸/ ۱۲)

''جب تمہیں اللہ کے رسول سے سرگوشی کرنی ہو تو اس تخلیہ اور سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ پیش کرو' یہ تمہارے لئے بہتر اور زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔''

پردے سے متعلق امام کائنات کے احکامات

اور امام کائنات ﷺ دعاء فرمایا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ))[1]

''اے اللہ! ...... میرے دل کو گناہوں سے پانی' برف اور اولے کے ذریعے پاک کر دے۔''

اور نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:

((وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلْجٍ وَبَرَدٍ وَنَقِّهٖ مِنْ خَطَایَاهُ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْأَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ))[2]

''اے اللہ! ...... اسے پانی' برف اور اولے کے ذریعہ پاک کر دے اور اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے۔''

مذکورہ بالا آیات و احادیث میں طہارت سے مراد گناہوں سے پاکی ہے۔ کیونکہ

---

[1] اس سلسلے کی روایات کے الفاظ اس سے قدرے مختلف ہیں۔
دیکھئے: صحیح البخاری۔ کتاب الدعوات: باب التعوذ من المأثم والمغرم (ح ۶۳۶۸)
سنن الترمذی۔ کتاب الدعوات: باب دعاء النبی ﷺ (ح ۳۵۴۷) کتاب الدعاء للطبرانی: ۱۴۴۱

[2] صحیح مسلم۔ کتاب الجنائز: باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ (ح ۹۶۳)
سنن النسائی۔ کتاب الجنائز: باب الدعاء (ح ۱۹۸۶)
سنن ابن ماجه' کتاب الجنائز: باب الدعاء للمیت فی الصلاۃ (ح ۱۵۰۰)

گناہوں کو ''رجس'' یعنی ناپاکی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

اور لفظ ازکیٰ کا مادہ ''زکاۃ'' طہارت سے زیادہ وسیع مفہوم رکھتا ہے' جو طہارت یعنی گناہوں سے پاکی کو بھی شامل ہے اور اعمال صالح کی زیادتی اور ترقی کو بھی نیز مغفرت و رحمت' عذاب سے چھٹکارا' ثواب کا حصول' برائی سے دوری اور بھلائی کے حصول وغیرہ یہ سب معانی لفظ ''زکاۃ'' میں شامل ہیں۔

رہا مسئلہ ''نظر فجاءۃ'' یعنی اچانک پڑنے والی نظر کا تو وہ معاف ہے بشرطیکہ اپنی نظر کو پھیر لے جیسا کہ حدیث کی مستند کتابوں میں ہے: سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ''اچانک پڑ جانے والی نظر کا کیا حکم ہے؟'' تو آپ نے فرمایا: ''اِصْرِفْ بَصَرَكَ''[1] اپنی نظر پھیر لو۔

اسی طرح کتب ''سنن'' میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا:

((يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّمَا لَكَ الْأُولٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الثَّانِيَةَ))[2]

''اے علی!...... ایک بار نظر پڑ جانے کے بعد دوبارہ نظر کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ' کیونکہ پہلی نظر تو تمہیں معاف تھی' لیکن دوسری معاف نہیں۔''

اور مسند احمد وغیرہ کی روایت میں ہے:

((اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مَسْمُوْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ))[3]

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب الآداب: باب نظر الفجأۃ ح۲۱۵۱۔ سنن ابوداؤد (ح ۲۱۴۸) سنن الترمذی (ح ۲۷۷۶)

[2] سنن ابوداؤد' کتاب النکاح: باب مایؤمر به من غض البصر (ح ۲۱۴۹) سنن الترمذی' کتاب الادب: باب نظر الفجاۃ (ح ۲۷۷۷) مسند احمد: ۵/ ۳۵۳

[3] مسند احمد میں یہ روایت مجھے نہیں مل سکی اور نہ ہی اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی نسبت مسند احمد کی طرف کی ہے۔ البتہ یہ حدیث مستدرک الحاکم وغیرہ میں موجود ہے۔ مستدرك الحاكم (۴/ ۳۱۴) مسند الشهاب (ح ۲۹۲_۱/ ۱۹۵)

''نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے''

اور مسند احمد کی ایک دوسری روایت میں ہے:

((مَنْ نَظَرَ اِلٰی مَحَاسِنِ امْرَأَۃٍ ثُمَّ غَضَّ بَصَرَہٗ أَوْرَثَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ حَلَاوَۃَ عِبَادَۃٍ یَجِدُھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ))[1]

''جس شخص کی نظر کسی اجنبی عورت کے حسن و زینت پر پڑی اور پھر اس نے اپنی نظر پھیر لی' تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے دل میں ایسی لذت عبادت پیدا کر دے گا کہ اس کا اثر وہ قیامت تک محسوس کرتا رہے گا۔''

غیر محرموں کے خوبصورت چہروں سے نظریں پھیر لینے کے تین اہم فائدے

اسی لئے کہا گیا ہے کہ جن صورتوں کا دیکھنا حرام ہے' جیسے کہ عورت اور خوبصورت نابالغ لڑکا وغیرہ' ان سے نظر پھیر لینے سے مندرجہ ذیل تین بڑے اہم فائدے حاصل ہوتے ہیں:

1. نظر کو فواحش سے محفوظ رکھنے کا پہلا فائدہ: ایمان کی چاشنی اور لذت' جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر چھوڑی ہوئی اس لذت سے بہت ہی شیریں اور بہتر ہے۔

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ تَرَکَ شَیْئًا لِلّٰہِ عَوَّضَہُ اللّٰہُ خَیْرًا مِنْہُ))[2]

---

[1] مسند احمد ۵/ ۲۶۴ الطبرانی ۷/ ۲۴۷

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ دونوں حدیثیں سخت ضعیف ہیں۔ دیکھئے سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ رقم ۱۰۶۴'۱۰۶۵۔

[2] مسند احمد ۶/۳۶۳ وغیرہ میں ایک صحابی سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّكَ لَنْ تَدَعَ شَیْئًا لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا أُبْدَلَكَ اللّٰہُ بِہٖ مَا ھُوَ خَیْرٌ لَكَ))

اگر تم کوئی چیز صرف اللہ رب العزت کے لئے چھوڑ دو گے' تو اللہ اس کے بدلے اس سے بہترین چیز تمہیں عطاء کرے گا۔

جو شخص کوئی چیز صرف اللہ کے لئے چھوڑ دیتا ہے' تو اللہ اس کے بدلے اس شخص کو اس چیز سے بہتر چیز عطا فرماتا ہے۔

۲ نظر کو فواحش سے محفوظ رکھنے کا دوسرا فائدہ: یہ ہے کہ اس سے دل میں نور اور فراست پیدا ہوتی ہے۔ قوم لوط سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝﴾ (الحجر : ۱۵/ ۷۲)

''تیری جان کی قسم! یہ لوگ اپنے نشے میں مدہوش ہیں۔''

معلوم ہوا کہ صورتوں سے لگاؤ' عقل کے اندر فساد' کوتاہ نظری اور دل کی مدہوشی بلکہ جنون کا سبب بن جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کو بچا کر رکھنے والی آیت کے بعد آیت نور کا ذکر فرمایا:

﴿ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ۝﴾ (النور : ۲۴/ ۳۵)

''اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔''

شاہ بن شجاع الکرمانی[1] کی فراست اور دور بینی کبھی غلطی نہیں کرتی تھی' وہ فرماتے تھے کہ جس نے اپنے ظاہر کو سنت کی پیروی سے سجایا' اور باطن پر ہمیشہ پہرہ داری رکھی' اور اپنی نظر کو حرام سے محفوظ رکھا' اور نفس کو شہوات سے بچائے رکھا اور اس کے بعد ایک[2] پانچویں چیز کا بھی ذکر فرمایا جو غالباً اکل حلال ہے' تو اس کی فراستِ نظر کبھی غلطی نہیں کر سکتی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ بندے کو اس کے عمل کی قسم یا نوعیت کے مطابق سے بدلہ دیتا ہے' اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ حفاظت بصر کے بدلے اس کے نور

---

۱ آپ کی کنیت ابوالفوارس ہے' شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے' لیکن تمام دنیاوی نعمت کو چھوڑ کر تن من سے تصوف کے راستے پر لگ گئے' ۲۷۰ھ کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔

حلیۃ الاولیاء ۱۰/ ۲۳۸' صفوۃ الصفوۃ ۴/ ۶۷

۲ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مصنف رحمہ اللہ کی طرف سے ہے کیونکہ غالباً انھوں نے اپنی یادداشت سے نقل کیا ہے۔ حلیۃ الاولیاء کے الفاظ یہ ہیں' وَعَوَّدَ نَفْسَهُ اَكْلَ الْحَلَالِ یعنی حلال کھانے کی اپنی عادت بنالی۔

بصیرت کو اور جلا دیتا ہے' علم و معرفت کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے اور اس قسم کی اور بہت سی چیزیں جن کا تعلق قلبی بصیرت سے ہوتا ہے' بندے کو حاصل ہو جاتی ہیں۔

۳ نظر کو فواحش سے محفوظ رکھنے کا تیسرا فائدہ: دل کی قوت' ثابت قدمی' پختہ عزمی اور دلیری کا حصول ہے' ایسے بندے کو اللہ تعالیٰ قوتِ دلیل کے ساتھ ساتھ قوتِ بصیرت بھی عطاء فرماتا ہے۔ چنانچہ خواہشاتِ نفس کو پچھاڑ دینے والے بندے کے سائے سے شیطان بھی بھاگتا ہے۔ جبکہ وہ شخص جو اسیرِ ہوس ہو اس کے اندر ذلتِ نفس' بزدلی اور خست و اہانت جیسی کمزوریاں پائی جاتی ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نافرمانوں کے لئے سزا بنا رکھا ہے۔

پردہ داروں کیلئے عزت اور بے پردوں کیلئے ذلت کا عذاب

اللہ تعالیٰ نے عزت اپنے اطاعت گذار بندوں کے لئے اور ذلت و خواری اپنے نافرمانوں کے لئے لکھ رکھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَآ إِلَى ٱلْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ ٱلْأَعَزُّ مِنْهَا ٱلْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ ٱلْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِۦ وَلِلْمُؤْمِنِينَ ۝ ﴾ (المنافقون: ۶۳/ ۸)

''یہ منافق کہتے ہیں کہ ہم مدینہ واپس پہنچ جائیں تو جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو وہاں سے نکال باہر کرے گا۔ حالانکہ عزت تو اللہ' اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ ٱلْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ ﴾

(آل عمران: ۳/ ۱۳۹)

''دل شکستہ نہ ہو' غم نہ کرو اگر تم مؤمن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔''

اسی لئے علماء کا کہنا ہے کہ لوگ بادشاہوں کے دروازے پر عزت تلاش کرتے ہیں حالانکہ عزت صرف اللہ کی اطاعت میں ہے۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں:[1] اگرچہ عمدہ سدھائے ہوئے گھوڑے انہیں تیزی سے لے کر اڑیں اور اپنی ٹاپوں کے ساتھ انہیں لے کر آگے بڑھیں لیکن ذلت و رسوائی ان کی گردنوں پر سوار رہے گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ وہ اپنے نافرمانوں کو رسوا کرے گا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس اطاعت والے کام میں اس سے دوستی کی۔ اور جس نے اس کی نافرمانی کی تو اللہ نے اس سے بقدر معصیت دشمنی کی۔

اور دعائے قنوت میں وارد ہے کہ:

((اِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ))

''جس کی اے اللہ! تو نے سرپرستی کی وہ رسوا نہیں ہوسکتا۔ اور جس سے تو نے دشمنی کی وہ عزت نہیں پاسکتا۔''[2]

نافرمانوں (بے پردوں) کے لیے اللہ کریم کی ڈانٹ

اور برائی کے دلدادہ جو اپنی نظر نیچے نہیں رکھتے اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت نہیں کرتے ہیں' انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان اوصافِ حمیدہ کے برعکس بیماریوں سے موصوف کیا ہے' یعنی مستی میں مبتلا' اندھے پن کا شکار' جاہل' بے عقل' گمراہ' بغض وحسد میں گھرے ہوئے اور بصیرت سے محروم' مزید برآں انہیں خبیث' فاسق' حد سے تجاوز کرنے والا' اپنے اوپر زیادتی کرنے والا' مفسد و مجرم' برائی کا شکار' اور فحاشی میں مبتلا وغیرہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ قوم لوط سے متعلق ارشاد باری ہے:

﴿ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝﴾ (النمل: ۲۷/ ۵۵)

---

[1] باپ کا نام یسار اور کنیت ابوسعید ہے۔ اہل بصرہ کے امام اور وقت کے علامہ تھے۔ آپ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ۲۱ھ میں مدینۃ المنورہ میں پیدا ہوئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سایۂ عاطفت میں پلے بڑھے۔ ۱۱۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ الاعلام ۲/ ۲۲۶

[2] سنن ابی داؤد۔ کتاب الوتر: باب القنوت فی الوتر (ح ۱۴۲۵، ۱۴۲۶)
سنن ترمذی۔ کتاب الوتر: باب ماجاء فی القنوت فی الوتر (ح ۴۶۴)

''تم لوگ پرلے درجے کے جاہل ہو۔''

اس آیت مبارکہ میں انہیں جاہل کہا گیا۔ انہیں سے متعلق ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝﴾ (الحجر : ۱۵/ ۷۲)

''تیری عمر کی قسم! وہ لوگ اپنے نشے میں مدہوش ہیں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿ فَطَمَسْنَآ أَعْيُنَهُمْ ۝﴾ (القمر : ۵۴/ ۳۷)

''تو ہم نے ان کی آنکھیں بے نور کر دیں۔''[1]

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ۝﴾ (الاعراف : ۷/ ۸۱)

''تم لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہو؟''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ۝﴾ (الاعراف : ۷/ ۸۴)

''پھر دیکھو مجرموں کا انجام کیسا ہوا۔''

نیز ارشاد ہے:

﴿ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِينَ ۝﴾ (الانبیاء : ۲۱/ ۷۴)

''وہ لوگ بہت ہی برے اور نافرمان تھے۔''

نیز یہ بھی ارشاد ہے:

﴿ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۵ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ ۝﴾ (العنکبوت : ۲۹/ ۲۹)

''کیا تم لوگ شہوت رانی کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے ہو؟ رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں برا کام کرتے ہو؟''

---

[1] یہاں پر اصل کتاب میں غلطی سے سورۂ یٰس کی آیت نقل ہو گئی تھی، جس کا تعلق قوم لوط سے نہیں ہے' اس لئے اسے حذف کر کے سورہ القمر کی آیت درج کر دی گئی۔

اسی سورت میں آگے فرمایا:

﴿ انْصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ ۝﴾ (العنکبوت: ۲۹/ ۳۰)

''اے میرے رب شریر لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔''

اور آگے فرمایا:

﴿ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝﴾ (العنکبوت: ۲۹/ ۳۴)

''(ان کے اوپر آسمان سے آفت اتاری گئی) ان کی نافرمانی کی پاداش میں۔''

اور ارشاد ہے:

﴿ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ۝﴾ (الذاریات: ۵۱/ ۳۴)

''حد سے گذرنے والوں کے لئے وہ پتھر تیرے رب کی طرف سے نشان زدہ تھے۔''

پھر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نظر بازی اور اغلام بازی شرک تک پہنچا دیتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۝﴾ (البقرہ: ۲/ ۱۶۵)

''اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا اس کا ہمسر اور مد مقابل بنا لیتے ہیں اور ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسے کہ اللہ سے محبت کرنی چاہیئے۔''

اس کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق کا عشق اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب دل میں اللہ کی محبت اور ایمان کمزور پڑ جائے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے عشق و محبت کا ذکر قرآن مجید میں یا تو عزیز مصر کی مشرکہ بیوی کے حوالے سے کیا ہے، یا پھر لوط علیہ السلام کی مشرک قوم کے اغلام پرستی سے عشق کا پُر مذمت تذکرہ کیا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ پختہ عاشق اپنے معشوق کا غلام، اس کے اشارے پر ناچنے والا، اور دل سے اس کا اسیر ہو جاتا ہے۔ (حتیٰ کہ مقام مسلمانی تو دور کی بات درجہ انسانی ہی سے گر کر لعنت کی مثال بن جاتا ہے: جیسے کہ رانجھا، پنوں، مجنوں، ہیر اور زلیخا جیسے ذلیل عشاق کا تاریخ میں ذکر ملتا ہے۔)

ضمیمہ

لباس اور پردے کے جدید مسائل

آج کل جہاں شرعی تقاضوں کو پورا کرنے والے لباسوں کو خیر باد کہا جا رہا ہے وہیں صلیبیوں اور یہودیوں اور ہندوؤں کی مسلمان معاشروں اور خاندانوں کو تباہ کرنے کے لیے برپا کی گئی منظم سازشوں کی بنا پر ایسے ایسے نت نئے حیاء سوز اور جدید فیشن کے تقاضوں کے تحت بنائے گئے لباس' بازاروں میں ہر طرف نظر آ رہے ہیں۔ اب تو صورت حال اس مقام پر پہنچ گئی ہے کہ اگر کوئی مؤمنہ عورت بازار سے کوئی ایسا لباس خریدنے جائے کہ جو شریعت کے مطابق پردہ کے احکامات کو عملی جامہ پہنانے کا باعث بن سکتا ہو' تو اس اللہ کی بندی کو بہت زیادہ کوشش اور تلاش بسیار کے بعد بہت شرمندگی اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے' کہ اسے ڈھونڈنے سے بھی اپنا لباس نہیں ملتا' کہ جس کو پہن کر وہ مؤمنہ رہ سکے۔ یہ ہمارے اسلامی معاشروں کی اسلام سے دوری' صلیبی ثقافت و کلچر کی اثر پذیری اور ہمارے اندر ان کے زہریلے اثرات کی انجان پن میں اور نادانستہ و دانستہ طور پر اثر پذیری ہے' کہ اب ہم ایسے ہی لباسوں کو خوشی سے بازار سے خرید کر خود بھی پہنتے ہیں بلکہ اپنی بچیوں کو بھی پہناتے ہیں۔ اس کا ایک تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ ایسے لباس پہننے کے بعد ہماری پھول جیسی بچیاں اور بچے بھی بظاہر مؤمنات کے بچے نہیں بلکہ پہلی ہی نظر میں صلیبیوں یہودیوں اور ہندوؤں کے بچے نظر آتے ہیں۔ اسلامی پردہ کے تقاضوں کو پس پشت ڈال کر فرنگی لباسوں میں پروان چڑھائے گئے بچے ہی بڑے ہو کر مؤمنات و مجاہدات اور طیبات بننے کی بجائے ایکٹریس' ماڈلز اور اسلام سے باغی بے پردہ دعوت گناہ دینے والی دوشیزائیں بن کر سامنے آتی ہیں۔ اور پھر ان لباسوں اور تہذیبوں کے زیر اثر رہ

کر ایسے ایسے قبیح کام کر گزرتی ہیں کہ والدین کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ ایسے ہی جدید لباسوں کے متعلق اللہ کی نیک بندیوں کو اپنی بیٹیوں کو' مومنات و مجاہدات بنانے کے لیے ہمیں کیا کیا کرنا ہے؟؟ انہی مقاصد کے حصول کے لیے ہم یہاں بعض جدید لباسوں اور پردے کے مسائل پر قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لیں گے' تاکہ ان لوگوں کے شر سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بچا سکیں' کہ جو کافروں کے شعار اور پہچان بننے والے اور بے پردگی کا باعث بننے والے لباسوں کو مختلف گمراہ کن تاویلوں اور حیلوں سے جائز قرار دے کر پرکشش اور دیدہ زیب انداز میں پیش کرتے ہیں۔ یہ لوگ بظاہر روشن خیال ہیں لیکن اندر سے دین سے بیزار' مغربی معاشرہ کے دوش بدوش چلنے اور ان کے ساتھ دین سے بغاوت پر مبنی آزاد فضاؤں میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ اللہ ہمیں محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

مؤمنہ عورت کے ستر کی حدود

آزاد عورت کا پورا بدن پردہ ہے[1] اور مسلم عورت کے دوسری مسلم عورت سے پردہ کے وہی حدود ہیں جو ایک مرد کے دوسرے مرد سے ہیں۔ ہاں غیر مسلم عورت سے مسلم عورت کا پردہ ہتھیلی و چہرہ کے علاوہ تمام جسم کا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کی بہن اسماء بنت ابی بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس حال میں آئیں کہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیر لیا اور فرمایا جب عورت بالغ ہو جائے تو جائز نہیں کہ منہ اور ہاتھ کے سوا اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے''۔[1]

البتہ جنگ کے ایام و اوقات اور دیگر ہنگامی حالات میں ستر عورت کے حکم میں نرمی کی گئی ہے جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت احد کی لڑائی ہوئی اور

---

[1] سنن ابی داؤد۔ کتاب اللباس : باب فیما تبدی المراۃ من زینتھا (ح ۴۱۰۴) واسنادہ ضعیف لانقطاعہ

مسلمان شکست کھا کر رسول اکرم ﷺ سے جدا ہو گئے۔ اس دن میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا وام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ دونوں پنڈلیاں کھولے ہوئے جلدی جلدی پانی کی مشکیں اپنی پیٹھ پر لاتیں اور مسلمانوں کو پلا کر لوٹ جاتیں، پھر مشکیں بھر کر لاتیں اور پلاتیں، ہمیں ان کے پاؤں کی پازیبیں نظر آتی تھیں۔[1]

مؤمنہ عورت کا شرعی لباس اور اس کے اوصاف:

① ایک مسلمان عورت کے لباس کا کامل ہونا ضروری ہے، جو نامحرم مردوں سے اس کے پورے جسم کو مکمل پردے میں چھپا کر رکھے، اور وہ محرم لوگوں کے سامنے بھی جسم کے صرف انہیں حصوں کو ظاہر کر سکتی ہے جن کے ظاہر کرنے کا عموماً رواج پایا جاتا ہے، یعنی وہ ان کے سامنے صرف اپنے چہرے، اپنی دونوں ہتھیلیوں اور قدموں کو ظاہر کر سکتی ہے۔

② لباس کا اس طرح ساتر ہونا ضروری ہے، کہ جسم نظر نہ آئے، ایسا باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے سے عورت کی جلد کا رنگ ظاہر ہو۔

③ ایسا تنگ اور چست نہ ہو کہ اس کے اعضاء کی ساخت نمایاں ہو، چنانچہ صحیح مسلم میں رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا : نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ رُؤُوسُهُنَّ مِثْلُ أَسْنِمَةِ الْبُخْتِ لَايَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَرِجَالٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا عِبَادَاللّٰهِ))[2]

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الجهاد : باب غزوة النساء (ح ۲۸۸۰)
صحیح مسلم۔ کتاب الجهاد : باب غزوة النساء مع الرجال (ح ۱۸۱۱)

[2] صحیح مسلم، کتاب اللباس : باب النساء الکاسیات العاریات (ح ۲۱۲۸)
مسند احمد (۲/ ۳۵۶۔۴۴۰) بالفاظ متقاربة

''جہنمیوں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے دیکھا نہیں ہے' ایک قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی' مٹک مٹک کر اور اپنے مونڈھوں اور کولہوں کو ہلا ہلا کر چلنے والی ہوں گی' ان کے سر اونٹ کے کوہان کی مانند ہوں گے' وہ جنت میں نہ تو داخل ہو پائیں گی' اور نہ ہی انہیں جنت کی خوشبو ملے گی۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوڑے ہوں گے' جن سے وہ اللہ کے بندوں کو ماریں گے''۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں :

''رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک (کاسیات عاریات) کی ایک تفسیر یہ بھی بتلائی گئی ہے کہ وہ غیر ساتر لباس پہنے ہوں گی' (بظاہر) وہ لباس پہنے ہوں گی لیکن حقیقتاً ننگی ہوں' مثال کے طور پر وہ خواتین جو ایسا باریک لباس استعمال کرتی ہیں جس سے ان کی جلد جھلکتی ہے' یا ایسا تنگ لباس پہنتی ہیں جو ان کے جسم کی ساخت اور جوڑ جوڑ یعنی پچھلے حصہ' بازوؤں وغیرہ کو ظاہر کرتا ہے' حالانکہ عورت کا لباس ایسا موٹا اور کشادہ ہونا چاہیئے جو اس کے لئے (مکمل طور پر) ساتر (اسے چھپانے والا) ہو' اس کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو اور نہ اس کے اعضاء کی ساخت نمایاں ہو'' .... (مجموع الفتاوی (۲۲/۱۴۶)

④ لباس میں مردوں سے مشابہت نہ اختیار کرے' کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی اور ان کے طور طریقے کو اپنانے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے' [۱] لباس میں مردوں سے مشابہت اختیار کرنے کی شکل یہ ہے کہ خواتین ایسے لباس اور کپڑے استعمال کریں اور پہنیں جو ہر معاشرہ کے اپنے عرف میں نوعیت اور صفات میں مردوں کے لئے مخصوص ہوں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

---

[۱] صحیح بخاری۔ کتاب اللباس : باب المتشبھین بالنساء (ح ۵۸۸۵)

''مردوزن کے لباس میں فرق کا انحصار اس امر پر ہے کہ کون سا لباس مردوں کے لئے درست ہوسکتا ہے اور کس قسم کا لباس عورتوں کے حق میں مناسب ہو سکتا ہے' لہٰذا مرد جس چیز کے مامور ہیں اس کے مناسب لباس مردوں کا ہوگا' اور خواتین جس چیز کی مامور ہیں اس کے مطابق لباس عورتوں کا ہوگا' خواتین پردہ نشینی اور پوشیدگی میں رہنے کی مامور ہیں' نہ کہ بے پردگی اور کھلے طور پر رہنے کی مامور ہیں' یہی وجہ ہے کہ اذان' تلبیہ میں آواز بلند کرنا' صفا ومروہ پر چڑھنا اور حالت احرام میں مردوں کی طرح کپڑوں سے مجرد ہونا عورتوں کے لئے مشروع نہیں ہے''۔

(حالت احرام میں) مردوں کو سر کھلا رکھنے اور معتاد لباس نہ پہننے کا حکم دیا گیا ہے' معتاد لباس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے کپڑے جو انسانی جسم اعضاء کی ساخت کے مطابق سلے گئے ہوں' لہٰذا مرد نہ تو قمیض پہن سکتے ہیں اور نہ پائجامہ اور نہ ہی برنس (ایسا لباس جس میں سر کو ڈھانکنے کے لئے ٹوپی بھی لگی ہوئی ہو) اور نہ ہی موزے''

(مجموع الفتاوی ۱۵۵_۱۴۹_۲۲/۱۸۸)

مزید لکھتے ہیں:

''لیکن عورت کو کسی لباس سے منع نہیں کیا گیا ہے' کیونکہ اسے پردہ اور حجاب کا پابند بنایا گیا ہے' لہٰذا اس کے لئے کوئی ایسی چیز نہیں مشروع کی گئی ہے' جو حجاب اور پردہ کے مخالف ہو' ہاں نقاب لگانے اور دستانہ پہننے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ ایسا لباس ہے جو عضو کی ساخت کے مطابق بنایا گیا ہے اور عورت کو اس کی ضرورت بھی نہیں ہے''۔

اس کے بعد یہ ذکر کرتے ہوئے کہ محرم عورت اپنے چہرہ کو مردوں سے نقاب کے علاوہ کسی دوسری چیز سے چھپائے رکھے گی' آخیر میں لکھتے ہیں:

''جب یہ بات واضح ہوگئی کہ مردوں اور عورتوں کے لباس میں فرق ضروری ہے

جس کے ذریعہ مرد و زن میں تمیز کی جا سکے' اور یہ کہ عورتوں کے لباس میں اتنا حجاب اور پردہ ہو کہ اس سے مقصود حاصل ہو جائے تو اس باب میں اصل بات بھی واضح ہو گئی یعنی معلوم ہو گیا کہ ایسا لباس جس کو غالباً مرد ہی پہنتے ہیں' وہ عورت کے لئے ممنوع ہو گا''

آگے مزید لکھتے ہیں:

''لباس میں بے پردگی اور مردوں سے مشابہت دونوں ہی جمع ہو جائیں تو دونوں اعتبار سے وہ لباس خواتین کے حق میں بدرجہ اولیٰ ممنوع ہو گا''۔

⑤ لباس میں ایسی زیب و زینت نہ ہو کہ گھر سے باہر نکلتے وقت عورت مردوں کی توجہ کا مرکز بن جائے' اور اس کی وجہ سے اس کا شمار اجنبی مردوں کے سامنے اپنی زیب و زینت کا اظہار کرنے والی بے حیاء عورتوں میں نہ ہو۔

حجاب (پردہ) کا تعارف و مفہوم

حجاب کے معنی ہیں عورت نا محرم لوگوں سے اپنے پورے جسم کو پردے میں رکھے' اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ ۝﴾ (النور : ۲۴/ ۳۱)

''اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اوڑھنیاں ڈالے رہیں' اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے' یا اپنے والد کے' یا اپنے خسر کے' یا اپنے لڑکوں کے' یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے' یا اپنے بھائیوں کے''۔

پردہ کی اہمیت اور فرضیت کا علم اس ارشاد ربانی سے بھی ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ﴾

(الاحزاب: ۳۳/ ۵۳)

''جب تم نبی ﷺ کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو''۔

(اس آیت میں) حجاب سے مراد ایسی دیوار' یا دروازہ' یا لباس ہے جو عورت کو پردے میں رکھے' آیت اگرچہ ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی ہے' لیکن اس کا حکم تمام مومنات کو عام ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی علت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۵۳)

''تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے کامل پاکیزگی یہی ہے''۔

یہ ایک علت ہے' لہٰذا علت کا عموم حکم کے عموم کی دلیل ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۵۹)

''اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں''۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموع الفتاویٰ (۲۲/۱۱۰۔۱۱۱) میں رقمطراز ہیں:

(آیت کریمہ میں وارد لفظ) ''جلباب'' کے معنی ہیں دوہری چادر جس کو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل علم رداء (چادر) اور عوام ''ازار'' کہتے ہیں۔ حقیقتاً جلباب اس بڑی چادر کو کہتے ہیں جو سر سمیت عورت کے پورے بدن کو ڈھانپ لے۔ ابوعبیدہ وغیرہ کا بیان ہے کہ ''اسے عورت اپنے سر کے اوپر سے اس طرح ڈال لے گی کہ سوائے آنکھ کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو' اسی قبیل سے نقاب بھی ہے''

نامحرم لوگوں کے سامنے عورتوں کا اپنے چہرہ کو چھپانا بھی ضروری ہے' سنت سے اس کے وجوب پر متعدد دلائل ہیں' جن میں سے ایک دلیل سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ

حدیث بھی ہے' وہ فرماتی ہیں:

((كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَ نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوا بِنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَاسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ))[1]

''سواروں کا قافلہ ہم سے گزرتا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں' تو جب وہ ہمارے بالکل بالمقابل ہو جاتے تو ہم میں سے ہر ایک اپنے جلباب (چادر) کو اپنے سر سے اپنے چہرہ پر ڈال لیتی' اور جب وہ آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہروں کو کھول لیتے تھے''۔

نامحرم لوگوں کے سامنے چہرہ چھپانے کے وجوب پر کتاب و سنت میں بے شمار دلیلیں ہیں' اس سلسلے میں اپنی اسلامی بہنوں کو مندرجہ ذیل کتابوں کے مطالعہ کا مشورہ دیتا ہوں:

① رسالة الحجاب واللباس فی الصلاة مؤلفہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

② رسالة الحجاب مؤلفہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ

③ رسالة الصارم المشهور على المفتونين بالسفور مؤلفہ شیخ حمود بن عبداللہ تویجری۔

④ رسالة حجاب مؤلفہ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ۔

ان تمام کتابوں میں متعلقہ موضوع پر کافی وشافی بحث کی گئی ہے۔

اسلامی بہنوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جن علماء نے چہرہ کو کھلا رکھنے کی اجازت دی ہے' باوجود یہ کہ ان کا قول مرجوح ہے' انہوں نے اس اجازت کو شرو فساد سے امن و سلامتی کے ساتھ مقید کیا ہے۔ اور صورت حال یہ ہے کہ پورا معاشرہ فتنہ و فساد سے غیر محفوظ ہے' خصوصاً آج کے دور میں' جبکہ خواتین اور مردوں میں دینی پابندی باقی نہیں رہ

---

[1] سنن ابی داؤد۔ کتاب المناسک: باب فی المحرمة تغطی وجهها (ح ۱۸۳۳)
سنن ابن ماجه۔ کتاب المناسک: باب المحرمة تسدل الثوب على وجهها (ح ۲۹۳۵)

گئی ہے' شرم و حیا کا فقدان ہوتا جا رہا ہے' فتنہ وفساد کی دعوت دینے والوں کی کثرت ہے' شر وفساد کو ہوا دینے والے مختلف قسم کے زیورات سے اپنے چہروں کو آراستہ کرنے کی خواتین شوقین ہوتی جا رہی ہیں۔

لہٰذا اسلامی بہنوں کو ان تمام امور سے پرہیز کرنا چاہیئے اور پردے کا التزام کرنا چاہیئے' اللہ تعالیٰ انہیں ہر طرح کے فتنہ اور شر سے محفوظ و مامون رکھے گا' (ان شاء اللہ) سلف و خلف میں سے کسی بھی معتبر عالم نے فتنوں کی بناء پر ان خواتین کے لئے ان امور کی قطعی اجازت نہیں دی ہے' جن میں وہ گرفتار ہیں۔ بہت سی (مسلمان) عورتیں پردہ کے بارے میں نفاق سے کام لیتے ہوئے جب وہ کسی ایسی سوسائٹی میں ہوتی ہیں جہاں پردہ کا التزام کیا جاتا ہے تو پردہ کرتی ہیں' اور جب کسی ایسی سوسائٹی میں جاتی ہیں جہاں پردہ کا التزام نہیں کیا جاتا ہے تو پردہ سے باہر ہو جاتی ہیں۔

اور بہت سی ایسی بھی ہیں جو عام جگہوں پر تو پردہ کرتی ہیں' مگر جب وہ دوکانوں یا اسپتالوں میں داخل ہوتی ہیں' یا کسی جوہری (سنار) یا لیڈیز ٹیلر سے گفتگو کرتی ہیں تو اپنے چہروں اور بازوؤں کو اس طرح کھول دیتی ہیں گویا اپنے شوہروں یا اپنے محرم لوگوں کے پاس ہیں' ایسی خواتین کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔

بیرون ملک سے آنے والی بہت سی عورتوں کو جہازوں میں دیکھا جاتا ہے کہ وہ بے پردہ ہوتی ہیں اور اس ملک (سعودی عرب) کے کسی ائر پورٹ پر جہاز کے اترتے ہی نقاب اوڑھ لیتی ہیں۔ گویا ان کی نظر میں پردے کا تعلق عادات اور رسم و رواج سے ہے' یہ کوئی دینی حکم نہیں ہے۔

اسلامی بہنوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پردہ انہیں ان زہر آلود نگاہوں سے تحفظ فراہم کرتا ہے' جو بیمار دلوں اور انسان نما کتوں سے صادر ہوتی ہیں' اور ان سے ہیجان انگیز حرص وطمع کا ربط وتعلق کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ لہٰذا اسلامی بہنوں کو پردہ کا التزام کرنا چاہیئے' اور ان باطل پروپیگنڈوں پر کوئی توجہ نہیں دینی چاہیئے جو پردہ کی مخالفت میں یا پردہ کی اہمیت کو

کم کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں' کیونکہ یہ عورتوں کے حق میں خیر خواہ نہیں بلکہ بدخواہ ہیں' اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ۝ ﴾

(النساء : ۴/ ۲۷)

''اور جو لوگ خواہشات نفس کے پیرو ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم مکمل طریقے سے جھک جاؤ''۔

ستر وحجاب کے جدید مسائل اور ان کا حل

یہ تو مختصر طور پر پردے کے احکامات تھے' ان میں بعض پردہ کے مسائل کو جزیات اور اشارات کی صورت میں ایک کلیہ قاعدہ اور اصول کے طور پر بیان کر دیا گیا ہے' جبکہ ان مسائل کی وضاحت اور جدید دور میں پیدا ہونے والے نت نئے حجاب کے مسائل کو بھی عرب علماء نے نہایت مدلل انداز میں اور شرح بسط کے ساتھ حل کیا ہے۔ بعض مسائل کی وضاحت اور پردہ کے جدید مسائل ہم یہاں عرب علماء کے فتاویٰ جات کی شکل میں درج کر رہے ہیں' تا کہ اس مسئلہ پر جدید ذہن کے شکوک وشبہات کا ازالہ ہو سکے اور مسلمان عورت کے حجاب سے متعلق امتیازی مسائل نکھر کر سامنے آ جائیں۔

آج کل یہ المیہ ہے کہ مسلم معاشرہ مغربی تہذیب میں اس قدر رنگا جا چکا ہے کہ وہ پردہ کو دقیانوسی لوگوں کا شعار قرار دینے لگا ہے' اور پھر اس حکم الٰہی کا بعض صورتوں میں حیلوں بہانوں سے مذاق اور استہزاء اڑاتا ہے۔ یہ لوگ نہیں جانتے کہ شریعت میں ایسے لوگوں کے لئے کیا وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

شرعی پردے کی پابندی کا استہزاء اڑانا

سوال: دارالافتاء کمیٹی سعودی عرب سے پردہ کے استہزاء کے متعلق سوال کیا گیا کہ: شرعی پردے کا اہتمام کرتے ہوئے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کو چھپا کر رکھنے والی خاتون کا مذاق اڑانا کیسا ہے؟ شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ ....

فتویٰ: تو فتویٰ کمیٹی نے اس کا مندرجہ ذیل نہایت خوبصورت جواب دیا:

اس بات سے قطع نظر کہ شرعی حجاب وجہ ہو یا کسی اور شرعی حکم کی پابندی، شریعت پر عمل کرنے والے مسلمان مرد یا عورت کا مذاق اڑانے والا کافر ہے۔

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر ایک آدمی نے کسی مجلس میں کہا کہ ''میں نے ان قاریوں جیسا پیٹو، جھوٹا اور بزدل کوئی نہیں دیکھا''۔ یہ سن کر ایک آدمی نے کہا کہ ''تو جھوٹا اور منافق ہے۔ میں تیری یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک ضرور پہنچاؤں گا''۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرما دیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''میں نے مذکورہ شخص کو دیکھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے کجاوے والی پٹی کے ساتھ لٹکتا ہوا جا رہا تھا اور پتھروں سے ٹھوکریں کھا رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے تو صرف دل لگی اور ہنسی مذاق کیا تھا''۔ جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں قرآن مجید کی ان آیات کی تلاوت فرما رہے تھے:

﴿قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝﴾

(التوبۃ: ۹/ ۶۵، ۶۶)

''(اے رسول) آپ فرما دیجئے! کیا تم اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے تھے؟ بہانے مت بناؤ۔ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے۔ اگر ہم تم میں سے ایک جماعت کو معاف کر دیں تو دوسری جماعت کو سزا دیں گے کیونکہ وہ مجرم تھے''۔[1]

گویا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ساتھ استہزاء کو اللہ، اس کی آیات اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزاء کے مترادف قرار دیا۔ وباللہ التوفیق

(دارالافتاء کمیٹی ..... فتاوی المراۃ: ص ۱۵۸)

---

[1] تفسیر ابن کثیر (۳/ ۴۰۵) مخرج، تفسیر طبری (۶/ ۴۰۹) تفسیر ابن ابی حاتم (۶/ ۱۸۲۹۔۱۸۳۰)

صرف کندھے پہ چادر' سر پہ سکارف اور فیشن ایبل عورت

سوال: فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین سے مروجہ فیشنی پردہ کے متعلق ایک سوال یوں کیا گیا:

''آج کل مسلمان خواتین میں صرف کندھوں پہ چادر اور سر کو سکارف سے ڈھانپنے کا رواج عام ہو رہا ہے۔ سکارف بھی ایسا کہ وہ اپنی ساخت اور کپڑے کے لحاظ سے انتہائی جاذب نظر ہوتا ہے۔ چادر ایسی کہ جسم سے چپکی ہوئی اور دیدہ زیب' سینے کا نشیب وفراز

واضح۔ کیا ایسا لباس فیشن کے طور پر اپنایا جانا جائز ہے؟ کیا اسے شرعی لباس یا حجاب کا نام دیا جا سکتا ہے؟ کیا ایسا لباس پہننے والی عورتوں پر رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کا اطلاق ہوتا ہے: ((صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا)) ذرا وضاحت فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دے

فتویٰ: جناب شیخ نے جواباً فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو مکمل ستر وحجاب اپنانے کا حکم دیا ہے۔ اس کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّۚ ۝﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۵۹)

''اے نبی اپنی بیویوں سے' اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے' کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں''۔

''جلباب'' سے مراد وہ چادر ہے جسے عورت اپنے گرد اس طرح (کالا برقع) لپیٹ لیتی ہے کہ اس میں نہ صرف اس کا سر بلکہ سارے کا سارا جسم ڈھانپا جاتا ہے۔ چنانچہ ڈریسنگ گاؤن اور معروف عبا بھی اسی مقصد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں کہ عورت مردوں کی نگاہوں سے ہمہ پہلو محفوظ ہو جائے۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ ذَٰلِكَ أَدۡنَىٰٓ أَن يُعۡرَفۡنَ فَلَا يُؤۡذَيۡنَۗ ۝﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۵۹)

''اس سے ان کی شناخت ہو جایا کرے گی (کہ وہ شریف عورتیں ہیں) پھر نہ

ستائی جائیں گی''۔

بلا شبہ سر اور کندھوں کا ننگا رہنا مردوں کو دعوتِ نظارہ دینے کے مترادف ہے۔ علاوہ ازیں صرف کندھے پر چادر کا لٹکانا مردوں کی مشابہت کے ساتھ عورت کے سر' گردن اور کندھوں کا ابھار مردوں کی نگاہوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا سبب بنتا ہے۔ ایسے لباس میں' سر' گردن اور جسم کے بعض دوسرے اعضاء مثلاً: سینے اور کولھے وغیرہ کا نمایاں ہونا مردوں کے دلوں میں شوق نظارہ پیدا کرتے ہوئے کئی فتنوں کو زندگی دیتا ہے۔ عورت خود کتنی ہی پاکباز کیوں نہ ہو' جسمانی اعضاء کی عکاسی مردوں کی غلط نگاہوں اور اس پر دست درازی کا سبب بن سکتی ہے۔

ان حقائق کی موجودگی میں عورت کو کندھوں پر چادر ڈالنے کی اجازت نہیں۔ مذکورہ خطرے اپنی جگہ۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈر اس بات کا ہے کہ ایسا لباس پہننے سے وہ ان عورتوں میں شامل نہ ہو جائے جن کے بارے میں حدیث مبارکہ میں وعید مذکور ہے:

((صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِیْ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَّعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَ نِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ' مَائِلَاتٌ رُؤُوْسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَاِنَّ رِيْحَهَا لَيُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ كَذَا وَ كَذَا))[1]

''دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا۔ ایک وہ لوگ کہ ان کے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے' جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسرے وہ عورتیں (کپڑے تو) پہنے ہوئے ہوں گی مگر (لوگوں کی طرف) مائل ہونے والی اور مائل کرنے والی ہوں گی۔ ان کے سر بختی اونٹوں کی جھکی ہوئی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ وہ جنت میں کبھی داخل

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب اللباس والزینتہ: باب النساء الکاسیات العاریات (ح ۲۱۲۸)

نہ ہوں گی۔ نہ اس کی خوشبو کو ہی پا سکیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے پائی جاتی ہے۔"

(ابن عثیمین رحمہ اللہ ۔ فتاوی مھمته نساء الامة ص ۵۴ جمع محمد الحریفی)۔

بازار میں بازو اور ہتھیلیوں کو چادر سے باہر نکالنا

سوال: فضیلۃ الشیخ! اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سی عورتیں بازاروں میں اشیائے ضرورت خریدنے کے لئے نکلتی ہیں تو غیر محرم مردوں کے ہجوم میں ان کے ہاتھ اور بازو کھلے ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

فتویٰ: یقیناً عورتوں کا ہاتھ اور بازوؤں کو غیر محرموں کے سامنے ننگے رکھنا منکرات میں سے اور موجب فتنہ ہے۔ جب کہ ان میں سے بعض خواتین تو انگلیوں میں انگوٹھیاں اور بازوؤں میں کنگن بھی پہنے ہوتی ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝﴾ (النور : ۲۴/ ۳۱)

"اور (عورتیں) اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے۔ اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تا کہ تم نجات پا جاؤ"۔

ہر مؤمن عورت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسے ہر قسم کی زینت کی نمائش کرنا منع کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے کسی بھی صورت میں ایسے عمل کا ارتکاب جائز نہیں جس سے اس کی زینت پر کسی دوسرے کی نگاہ پڑے۔ جب اس کے لئے ایسا عمل بھی جائز نہیں جس سے اس کی پوشیدہ زینت نامحرموں کے علم میں آتی ہو۔ تو پھر اسے یہ کہاں تک زیب دیتا ہے کہ وہ لوگوں کے ہجوم میں اپنے ہاتھوں اور بازوؤں کی زینت ظاہر کرتی پھرے؟

میری مؤمن عورتوں کو نصیحت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہا کریں، اپنی خواہشات پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو ترجیح دیا کریں۔ اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات کو انتہائی

مضبوطی سے تھام لیں، جو اس نے نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات، اوصاف عفت و آدابِ نسوانیت میں کامل ترین امہات المومنین کو دیے ہیں۔ حالانکہ وہ عام عورتوں سے کہیں زیادہ عفت و آداب کی پابند تھیں۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ ﴾ (الاحزاب : ۳۳/ ۳۳)

"اور اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اور قدیم جاہلیت کی طرح اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار نہ کرو، اور نماز قائم کرتی رہو، اور زکوۃ دیتی رہو، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت گذاری کرو۔ اللہ یہی چاہتا ہے اے نبی کی گھر والیو! کہ تم سے وہ (ہر قسم کی) گندگی کو دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے"

گویا کہ آیت میں مذکورہ تمام احکامات میں دراصل یہ حکمت مضمر تھی:

﴿ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝ ﴾

(الاحزاب : ۳۳/ ۳۳)

"اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے اے نبی کی گھر والیو! کہ وہ تم سے (ہر قسم کی) گندگی دور کر دے اور تمہیں خوب پاک صاف کر دے"۔

میری مومن مردوں کو بھی نصیحت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عورتوں پر برتری بخشی ہے اور انہیں بطور امانت آپ کو سونپا گیا ہے، آپ کا فرض ہے کہ اس امانت کی چوکس نگرانی اور حفاظت کریں۔ انہیں نصیحت کرنے اور ان کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہا کریں۔ اور یاد رکھیں کہ اس ذمہ داری سے متعلق اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دینا ہوگا۔ لہٰذا ہر وقت اپنی ذہن میں اس جواب دہی کی نوعیت بسا رکھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۛ وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝ ﴾ (آل عمران : ۳/ ۳۰)

”جب ہر شخص اپنے اعمال کو اپنے سامنے موجود دیکھ لے گا اور (اسی طرح) اپنے برے اعمال کو بھی' وہ یہ تمنا کرے گا کہ کاش! اس کے اور اس کے برے اعمال کے درمیان دور دراز کا فاصلہ ہوتا۔ اور اللہ تمہیں اپنے آپ سے ڈراتا ہے۔ اللہ اپنے بندوں سے شفقت کرنے والا ہے“۔

میری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے خواص وعوام' مرد وزن' اور کبیر وصغیر کی اصلاح فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دشمنوں کے مکروفریب ان پر الٹ دے' بلاشبہ وہ بہت ہی سخاوت کرنے والا اور بے حد کرم والا ہے۔

(صالح بن عثیمین رحمہ اللہ۔۔۔ فتاویٰ مهمته لنساء الامة : ص۵۴ جمع محمد الحریفی)

برقع نقاب اور مؤمنہ عورت

سوال: فضیلۃ الشیخ جناب محمد بن صالح عثیمین! آج کے دور کا یہ ایک اہم مسئلہ پیش خدمت ہے کہ عورتوں میں مردوں کی نگاہوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے والے نقاب کا استعمال عام ہوگیا ہے۔ پہلے پہل تو اس نقاب میں سے دو آنکھوں کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ رفتہ رفتہ ان سوراخوں میں توسیع ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ اب آنکھوں کے ساتھ چہرے کا بھی ایک حصہ دکھائی دینے لگا ہے۔ یہ امر فتنہ انگیزی کا سبب ہے۔ خصوصاً اس صورت میں کہ بعض عورتوں نے آنکھوں میں سرمہ بھی لگایا ہوتا ہے۔ اگر اس معاملے میں ان سے بحث کی جائے تو وہ آپ کا حوالہ دیتی ہیں کہ انہوں نے ہمیں اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ ذرا اس مسئلے کی مفصل وضاحت کر دیجئے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے!

فتویٰ: اس میں تو کوئی شک نہیں کہ نقاب عہد نبوی میں بھی معروف تھا' عورتیں اسے استعمال کرتی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”عورت حالتِ احرام میں نقاب نہ پہنے“ [1]

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب جزاء الصید : باب ماینھی من الطیب للمحرم (ح ۱۸۳۸)

حدیث میں نقاب کا ذکر اس بات کی دلیل ہے کہ اس دور میں بھی اس کا رواج تھا۔ تاہم آج کے دور میں ہم نقاب کے جواز کے فتویٰ کی بجائے اس کی ممانعت کو ترجیح دیتے ہیں' کیونکہ' جیسا کہ سائل نے تذکرہ کیا ہے' یہ بات مشاہدے میں آ چکی ہے کہ نقاب کے (آنکھوں کے لئے سوراخ) کشادہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور یہ امر صریحًا ناجائز ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے کبھی موجودہ دور کی خواتین کو نقاب یا برقع کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا' بلکہ اس کی ممانعت ہی کو بہتر سمجھا۔ عورتوں کو چاہیئے کہ اس معاملے میں اللہ سے ڈریں اور نقاب کا استعمال ترک کر دیں۔ کیونکہ یہ برائی کے ایسے دروازے کھول دیتا ہے' جنہیں بعد میں بند کرنا بھی ناممکن العمل ہو جاتا ہے۔ (مجلة الدعوة' العدد ۱۱)

گھر سے باہر نکلتے ہوئے دستانے پہننا

سوال: کیا گھر سے باہر جاتے ہوئے عورت پر جرابیں اور دستانے پہننا واجب ہے' کیا اس کے وجوب کا سنت سے کوئی ثبوت ملتا ہے؟

فتویٰ: گھر سے باہر نکلتے ہوئے عورت پر اپنی ہتھیلیوں' پاؤں اور چہرے کو کسی بھی طریقہ سے زیادہ سے زیادہ چھپانا واجب ہے۔ تاہم افضل یہی ہے کہ دستانے پہن لئے جائیں۔ کیونکہ صحابیات رضی اللہ عنہن کا معمول بھی یہی تھا۔ اس کی دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ: عورت حالتِ احرام میں دستانے نہ پہنے''۔[1]

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ صحابیات میں دستانے پہننا رائج تھا۔

(ابن عثیمین رحمہ اللہ ---- دليل الطالبة المؤمنة : ص ۴۱)

گھریلو ملازم اور ڈرائیوروں سے پردہ

سوال: ملازموں اور ڈرائیوروں کے سامنے آنے کا کیا حکم ہے' کیا ان کا شمار بھی اجنبیوں میں ہی ہوگا؟ میری والدہ مجھے کہتی ہیں کہ میں سر پر صرف سکارف لے کر ان کے سامنے چلی جایا کروں۔ کیا ہمارے دینِ حنیف میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے

[1] صحیح بخاری۔ کتاب جزاء الصید: باب ماینهی من الطيب للمحرم (ح ۱۸۳۸)

ہوئے والدہ کے حکم کی تعمیل کی گنجائش ہے؟''

فتویٰ: دوسرے مردوں کی طرح ڈرائیور اور ملازم بھی اجنبی ہیں۔ اگر وہ نامحرم ہوں تو آپ پر ان سے پردہ کرنا اور ان کے سامنے کھلے چہرے کے ساتھ نہ آنا فرض ہے۔ ان میں سے کسی کے ساتھ تنہائی بھی درست نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا کَانَ الشَّیْطَانُ ثَالِثَهُمَا))[1]

''کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہو تو ان کے ساتھ لازما تیسرا شیطان ہوتا ہے''۔

نامحرموں سے حجاب کی فرضیت ان کے سامنے اظہار زینت اور بے پردگی کی حرمت پر اور بھی بہت سے دلائل موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے والدہ یا کسی اور کی اطاعت جائز نہیں۔ (ابن باز رحمہ اللہ .... فتاویٰ المراۃ: ص ۱۵۸)

تنگ' مختصر اور چھوٹی آستینوں والا لباس

سوال: چست' مختصر یا چھوٹی آستینوں والا لباس پہننے کا کیا حکم ہے؟

فتویٰ: عورت کے لئے ایسا چست لباس پہننا جائز نہیں' جس میں اس کے بدن کے جوڑ الگ الگ دکھائی دیتے ہوں۔ عورت کے پستانوں' ہڈیوں' سینے' سرین' پیٹ یا کندھوں کے نشیب و فراز کا اظہار مردوں کی نگاہ التفات کا سبب بنتا ہے۔ علاوہ ازیں ایسے ملبوسات کو بار بار پہننے سے ان کی عادت ہو جاتی ہے۔ اور پھر انہیں ترک کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔

ایسا مختصر لباس بھی اسی حکم میں شامل ہے جس میں سے پنڈلیاں' پاؤں یا بازو نظر آتے ہوں۔ چست اور مختصر ملبوسات کو محرم رشتہ داروں یا عورتوں کے سامنے پہننا بھی

---

[1] سنن ترمذی۔ کتاب الرضاع: باب ماجاء فی کراھیة الدخول علی المغیبات تعلیقا بعد حدیث ۱۱۷۱' و وصله فی کتاب الفتن: باب ماجاء فی لزوم الجماعة (ح ۲۱۶۵)

مستحسن نہیں۔ کیونکہ مشاہدے میں آیا ہے کہ گھر کی یہ عادت ہی بعد میں بازاروں میں محفلوں، تقریبات اور دیگر مواقع پر بھی ایسے لباس پہننے کی جرأت دیتی اور حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

پہننے کے لئے ایسے ملبوسات کے علاوہ اور بھی تو کئی لباس موجود ہیں جن میں ایسی قباحت نہیں پائی جاتی، پھر انہیں ہی پہننا کیا ضروری ہے!!

(ابن جبرین .... فتاوی الکنز الثمین، للشیخ ابن جبرین، جمع علی ابولوز)

پتلون اور مومنہ عورت

سوال: عورتوں میں پتلون پہننے کا رواج عام ہو رہا ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

فتویٰ: فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ وَ مَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

''جواب سے پہلے میری تمام صاحب ایمان مردوں کو یہ نصیحت ہے کہ وہ اپنے زیر سرپرستی بیٹوں، بیٹیوں، بیویوں اور بہنوں کی نگرانی کیا کریں اور اپنی اس رعایا کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہا کریں۔ اور بے راہ روی میں صرف عورتوں ہی کو مورد الزام نہ ٹھہرایا کریں جن کے متعلق نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَا رَأَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَ دِیْنٍ اَغْلَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَاکُنَّ))[1]

''میں نے عقل اور دین میں کم اور ایک دانا آدمی کی عقل پر غالب آنے والیاں تم سے بڑھ کر نہیں دیکھیں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ آج کل ایسے لباس عام ہو رہے ہیں، جن کا اسلامی لباس کے

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الحیض: باب ترم الحائض الصوم (ح ۳۰۴)
صحیح مسلم۔ کتاب الایمان: باب نقصان الایمان بنقص الطاعات (ح ۷۹)

لوازمات سے دور کا بھی تعلق نہیں' یہ ملبوسات ستر کے تقاضے پورے نہیں کرتے۔ خصوصاً عورتیں ایسے لباس میں ملبوس نظر آتی ہیں جو انتہائی مختصر' چست یا بہت باریک ہوتے ہیں' پتلون بھی ایسا ہی ایک لباس ہے جو عورت کی ٹانگوں' پیٹ' پہلو اور سینہ سب کو نمایاں کر دیتا ہے۔ جب کہ اسے پہننے والوں پر درج ذیل حدیث کا انطباق ہوتا ہے:

((صِنفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُوسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ' لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَاِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا))[1]

''دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا۔ ایک وہ لوگ کہ ان کے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسرے وہ عورتیں جو ننگی ہوں گی (مردوں کی طرف) مائل ہونے والی اور مائل کرنے والی۔ ان کے سر اونٹوں کی جھکی ہوئی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے پائی جاتی ہے''۔

لہٰذا میں تمام صاحب ایمان مردوں اور عورتوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل سے ڈرتے رہا کریں۔ ستر کی اسلامی شرائط پر پورا اترنے والا لباس پہنا کریں۔ اپنی رقوم پتلون جیسے لباس خریدنے پر ضائع نہ کیا کریں۔ اور توفیق دینے والی تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ (مجلۃ الدعوۃ العدد ۱۸/ ۸/ ۱۴۰۵ھ۔ ۱/ ۱۴۲۶)

نیز اس میں بھی ایک شرط ہے کہ مرد ہو یا عورت وہ ایسا لباس نہیں پہن سکتے جو تنگ اور چست ہو۔ کیونکہ یہ صنفی فتنوں کا سبب بنتا ہے۔ ایسے تنگ ملبوسات کا پہننا عورتوں پر حرام ہے' کیونکہ جب وہ گھروں سے نکلتی ہیں تو ان پر مردوں کی نگاہیں پڑتی ہیں

[1] صحیح مسلم۔ کتاب اللباس : باب النساء الکاسیات العاریات (ح ۲۱۲۸)

اور فتنوں کو ہوا ملتی ہے۔ اسی طرح مردوں کے لئے بھی ایسے لباس کی ممانعت ہے جن سے ان کے اعضائے جسم کے خدوخال اور ستر کا اظہار ہوتا ہو۔

ان حقائق کے پیش نظر ایسے لباس کی خرید و فروخت' ان کا سینا' ان کا کاٹنا سب ناجائز ہیں' انہیں پہننے والا گناہ گار اور ایسا لباس پہنانے والا برائی اور سرکشی سے تعاون کرنے والوں میں شمار ہوگا۔ و اللہ اعلم۔

(شیخ ابن جبرین ۔۔۔۔' الکنز الثمین من فتاویٰ ابن جبرین جمع علی ابولوز)

سوال: کیا مردوں کی طرح عورتوں کے لیے پتلون پہننا جائز ہے؟

فتویٰ: ہرگز نہیں۔ عورت کو ایسا چست لباس پہننا جائز نہیں ہے جس سے اس کے جسم کے نشیب و فراز نمایاں ہوتے ہوں۔ اس سے فتنوں کی آگ بڑھکتی ہے۔ پتلون بھی ایسا ہی لباس ہے جس میں پہننے والے کی جسمانی ساخت نمایاں ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں اس کے پہننے میں مردوں سے مشابہت بھی ہے جب کہ نبی اکرم ﷺ نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔[1]

(افتاء کمیٹی ۔۔۔۔ فتاویٰ المراۃ جمع محمد المسند)

پتلون سکرٹ اور مؤمنہ عورت

سوال: آج کل پتلون نامی لباس کا رواج عام ہو رہا ہے اور اس کی کئی شکلیں نظر آتی ہیں' جن میں سے ایک یہ ہے کہ پہلی نظر میں اس کی شکل تنور کی سی دکھائی دیتی ہے۔ اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا حصہ گول اور کشادہ۔ اسے سکرٹ کہا جاتا ہے۔ متعدد صورتوں میں پائے جانے والے اس لباس کو عورت کے پہننے کے متعلق کیا حکم ہے؟ خصوصاً اس صورت میں اسے صرف عورتوں کے سامنے پہنا جائے یا کمسن لڑکیاں پہنیں جن کی عمر بارہ سال یا اس سے کم ہو۔ انہیں پہننے سے گناہ تو نہ ہو گا۔ کیا ہم اپنی کمسن بیٹیوں یا بہنوں کے لیے ایسا لباس پسند کر سکتے ہیں؟ کیا اس

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب اللباس : باب المسھین بالنساء (ح ۵۸۸۵)

لباس کی خرید و فروخت اور اسے پہننا جائز ہے؟

فتویٰ: دین کے باغیوں' نافرمانوں اور کفار کی مشابہت جائز نہیں۔ کیونکہ جس شخص نے کسی دوسری قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے شمار ہو گا۔ بلاشبہ مذکورہ لباس جس نوعیت کا بھی ہو وہ اسلامی ممالک کے مردوں میں رائج ہے نہ عورتوں میں۔ علاوہ ازیں نہ مردوں کے لئے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا جائز ہے اور نہ عورتوں کے لئے مردوں کی مشابہت اختیار کرنا۔ جو لباس ہر دو اصناف میں سے ایک کے لئے مخصوص ہو اسے دوسری صنف کا پہننا جائز نہیں۔

کشادہ پتلون اور مؤمنہ عورت

سوال: فضیلۃ الشیخ! بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ڈھیلی کشادہ پتلون ستر کے تقاضے پورے کرتی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

فتویٰ: اس سوال پر فضیلۃ الشیخ نے جواب میں فرمایا: ''ہرگز نہیں' چاہے وہ کتنی ہی کھلی اور ڈھیلی ڈھالی کیوں نہ ہو' اس میں ایک ٹانگ کا دوسری ٹانگ سے الگ دکھائی دینا لازمی امر ہے۔ جو ستر کے تقاضوں کے منافی ہے۔ مزید برآں اس میں عورتوں کی مردوں سے مشابہت پائی جاتی ہے کیونکہ پتلون حقیقت میں مردوں کا لباس ہے''۔

مؤمنہ عورت کے لئے چست اور سفید لباس

سوال: کیا عورت کو چست اور سفید لباس پہننے کی اجازت ہے؟

فتویٰ: چست لباس بالکل جائز نہیں۔ عورت کے لئے بازاروں میں اور شاہراہوں پر اجنبی مردوں کے سامنے ایسے چست لباس میں آنا ہرگز جائز نہیں جس میں جسمانی اعضاء کا حجم نمایاں ہوتا ہو۔ ایسا لباس برہنگی کے مترادف ہے' فتنہ برپا کرتا ہے اور بہت سی بڑی برائیوں کا سنگ بنیاد ثابت ہوتا ہے۔

رہا سفید لباس کا [illegible] ممالک یا معاشرے میں جہاں سفید لباس مردوں کے

لئے مخصوص سمجھا جاتا ہو وہاں عورت کو سفید لباس پہننا جائز نہیں' کیونکہ اس میں مردوں کی مشابہت پائی جائے گی' جب کہ نبی اکرم ﷺ نے مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے۔

(افتاء کمیٹی ...... فتاویٰ المراۃ ص ۱۶۵)

کم سن بچیوں کے لئے مختصر لباس

سوال: بعض خواتین (اللہ انہیں ہدایت دے) اپنی کمسن بچیوں کو ایسا مختصر لباس پہناتی ہیں کہ اس میں ان کی پنڈلیاں ننگی ہوتی ہیں۔ اگر ان ماؤں کو نصیحت کی جائے تو کہتی ہیں کہ ''بچپن میں ہم بھی ایسا لباس پہنتی تھیں۔ بڑا ہونے پر ہمارا تو کچھ نہیں بگڑا''۔ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

فتویٰ: میرا نقطہ نظر تو یہ ہے کہ بیٹی کمسن ہی کیوں نہ ہو' اسے ایسا مختصر لباس ہرگز نہیں پہنانا چاہیئے' کیونکہ اگر کم عمری میں بچی کو ایسی عادت پڑ گئی تو بڑا ہونے پر بھی باقی رہے گی اور اس کے دل سے بے پردگی کی کراہت ختم ہو جائے گی۔ اور اس کے برعکس اگر اسے بچپن ہی سے شرم و حیاء کا عادی بنایا گیا تو بڑا ہونے پر بھی یہ صفت اس میں موجود رہے گی۔

اپنی مسلمان بہنوں کو میری نصیحت ہے کہ وہ غیر اسلامی ممالک کے لباس پہننا ترک کر دیں۔ وہ لوگ ہمارے دین کے دشمن ہیں۔ نیز اپنی بیٹیوں کو لباس اور حیاء کا عادی بنائیں کیونکہ حیاء ایمان کا لازمی جزو ہے۔ (ابن عثیمین رحمہ اللہ فتاویٰ المراۃ: ص ۱۷۷)

کمسن بچی کے لئے پردے کا حکم

سوال: [۱] نابالغ بچیوں کے لئے شرعی نقطہ نظر سے پردے کے احکام کیا ہیں؟
[۲] کیا وہ حجاب کے بغیر گھر سے باہر نکل سکتی ہیں؟
[۳] کیا دوپٹہ اوڑھے بغیر ان کی نماز ہو جائے گی؟

فتویٰ: نابالغ بچیوں کے ورثاء کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان کے اخلاق و کردار کو اسلامی

آداب سے آراستہ کریں۔ فتنہ وفساد کے اندیشے کے پیش نظر' نیز اسلامی اخلاق کا عادی بنانے کی غرض سے انہیں گھر سے باہر جاتے ہوئے ستر وحجاب کی پابندی کا حکم دیں۔ اس طرح وہ فساد کا باعث نہیں بن سکیں گی۔ انہیں عادی بنانے کے لئے نماز بھی دوپٹے ہی میں پڑھنے کا حکم دیں' تاہم ان کی نماز دوپٹے کے بغیر بھی درست ہوگی کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

((لَایَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةَ الْحَائِضِ اِلَّا بِخِمَارٍ)) [۱]

''جس عورت کو حیض آتا ہو (یعنی وہ بالغ ہو چکی ہو) اس کی بغیر دوپٹہ اوڑھے نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا'' (مجلس افتاء...... فتاویٰ المراۃ: ص۱۶۰)

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لباس

سوال: آج کل تقریبات کے موقع پر پہننے کے لئے خواتین میں جو ملبوسات رائج ہیں وہ یا تو اتنے چست ہوتے ہیں کہ ان میں جسم کے تمام فتنہ پرور اعضاء کے نشیب و فراز نمایاں ہوتے ہیں' یا پھر ان کا گریبان اتنا کشادہ ہوتا ہے کہ سینہ یا کمر دکھائی دیتی ہے۔ لباس کے زیریں حصے میں سے ٹخنے وغیرہ نظر آتے ہیں۔ انہیں پہننے والی خواتین اپنے حق میں یہ دلیل پیش کرتی ہیں کہ ہم یہ لباس مردوں کے سامنے تو نہیں خالصتاً عورتوں کی تقریب میں پہنتی ہیں لہٰذا اس میں کیا حرج ہے؟

ہمیں ایسے لباس کے شرعی حکم سے آگاہ کیجئے۔ نیز عورتوں کے (وارثوں اور سرپرستوں) پر اس حوالے سے کیا فرائض عائد ہوتے ہیں؟''

فتویٰ: صحیح مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا۔ ایک وہ لوگ کہ ان کے پاس گائے کی دم جیسے کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو

---

[۱] سنن ابی داؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب المراۃ تصلی بغیر خمار (ح ۶۴۱)
سنن ترمذی۔ کتاب الصلاۃ: باب ماجاء فی لاتقبل صلاۃ المراۃ الابخمار (ح ۳۷۷)

ماریں گے۔ دوسرے وہ عورتیں جو لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی۔ (گناہ کی طرف) مائل ہونے والی اور مائل کرنے والی ہوں گی۔ ان کے سر بختی اونٹوں کی جھکی ہوئی کوہانوں کی طرح ہوں گے۔ وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی نہ اس کی خوشبو پائیں گی۔ حالانکہ اس کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے پائی جاتی ہے''۔[1]

نبی اکرم ﷺ کے قول ''کاسیات عاریات'' سے مراد یہ ہے کہ وہ عورتیں کپڑے تو پہنے ہوں گی' مگر ان کے لباس مختصر ہونے کی وجہ سے' یا باریک ہونے کی وجہ سے' یا تنگ ہونے کی وجہ سے ستر ڈھانپنے کے لئے ناکافی ہوں گے۔ اسی روایت کو امام احمد نے صحیح اسناد کے ساتھ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اسامہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ''قبطیہ'' (کپڑے کی ایک قسم) پہننے کے لئے عطا کی۔ میں نے وہ کپڑا اپنی بیوی کو دے دیا۔ ایک دن آپ ﷺ نے استفسار کیا کہ ''قبطیہ'' کپڑا کیوں نہیں پہنتے؟'' میں نے عرض کیا کہ: ''یا رسول اللہ! وہ تو میں نے اپنی بیوی کو پہننے کے لئے دے دیا ہے''۔ فرمایا: ''اچھا! اسے کہو کہ اس کے نیچے کپڑا لگا لے ورنہ اس میں اس کی ہڈیوں کا حجم نظر آئے گا (یعنی بدن جھلکے گا'')۔[2]

اسی طرح کشادہ گریبان کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے' اسے پہننے میں اللہ کے درج ذیل حکم کی مخالفت ہے۔

﴿ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۖ ۝ ﴾ (النور : ۲۴/ ۳۱)

''اور عورتیں اپنے گریبانوں پر اپنی چادریں ڈال رکھیں''۔

قرطبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عورت کو اپنی چادر اپنے گریبان پر اچھی طرح پھیلا لینی چاہیئے۔ تاکہ اس کا سینہ چھپ جائے۔ اس کے بعد انہوں

---

[1] صحیح مسلم۔ کتاب اللباس : باب النساء الکاسیات العاریات (ح ۲۱۲۸)

[2] مسند احمد (۵/ ۲۰۵) ولہ شاھد عند ابی داؤد' کتاب اللباس : باب فی لبس اقباطی للنساء (ح ۴۱۱۶)

نے ام المومنین عائشہ صدیقہ کا یہ واقعہ درج کیا ہے کہ ایک روز ان کی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمان بن ابوبکر ایک ایسے باریک دوپٹے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوئیں' جس میں سے ان کی گردن نظر آ رہی تھی۔ ام المؤمنین نے اسے پھاڑ دیا اور فرمایا کہ: چادر صرف موٹے کپڑے کی ہی اوڑھنی چاہیئے' تا کہ حجاب کے تقاضے پورے ہوسکیں۔

لباس کا زیریں حصہ اگر اس طرح چاک ہو کہ اس کے نیچے کوئی ساتر کپڑا لگا ہو تو کوئی ہرج نہیں مگر اسے مردوں سے مشابہ نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ مردوں کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے[1]

عورت کے ولی کو چاہیئے کہ اسے ہر طرح کا حرام لباس پہننے سے منع کرے۔ اسے گھر سے باہر نکلتے ہوئے ''اظہار زینت یا خوشبو لگانے کی اجازت نہ دے''۔

اس کے ولی ہونے کی حیثیت سے اس فریضے کے متعلق اس سے قیامت کے روز سوال ہوگا۔ اس دن کوئی شخص کسی دوسرے کے کام آ سکے گا' نہ کسی کی سفارش قبول ہوگی' نہ فدیہ لیا جائے گا اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی مدد کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پسندیدہ اور محبوب اعمال کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(ابن عثیمین رحمہ اللہ --- دلیل الطالبة المؤمنه: ص ٣٦)

مؤمنہ عورت کا خاوند کے قریبی عزیزوں کے سامنے بے پردہ ہونا

سوال: کیا کسی شخص کی بیوی شریعت کی رو سے اپنے خاوند کے بھائیوں' یا اس کے چچا کے بیٹوں کے سامنے بے حجاب ہوسکتی ہے؟ اور کیا بالغ لڑکا اپنی ماں یا بہن کے ساتھ سوسکتا ہے؟

فتویٰ: اولاً: خاوند کے بھائی یا اس کے چچا زاد محض اس رشتے کی بنیاد پر بیوی کے لیے

---

[1] یاد رہے کہ یہاں عربوں کے مخصوص لباس کا ذکر ہے جو پاؤں تک ایک لمبے جبے کی شکل میں ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں کھلے پائنچوں یا اونچی شلوار کا رواج جس میں ٹخنے نظر آتے ہوں' حرمت کی اسی صورت میں شامل ہے۔ کیونکہ عورت کے ٹخنے بھی نامحرم مردوں سے حجاب اور ستر کا حصہ ہیں۔

محرم نہیں ہیں۔ لہٰذا وہ ان کے سامنے اپنے جسم کے وہ حصے ننگے نہیں کر سکتی' جنہیں وہ اپنے محرم رشتوں کے سامنے ننگا کر سکتی ہے' وہ غیر محرم لوگ اگرچہ نیک اور قابل اعتماد ہی کیوں نہ ہوں' بہرحال محرم تو نہیں ہیں' عورت جن لوگوں کے سامنے اپنی زینت ظاہر کر سکتی ہے ان کا بیان اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا:

﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ ﴾

(النور : ۲۴/ ۳۱)

''اور اپنی آرائش (زیب و زینت) کو ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے' یا اپنے والد کے' یا اپنے خسر کے' یا اپنے بیٹوں کے' یا اپنے خاوند کے بیٹوں کے' یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے' یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے' یا اپنے غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں' یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے واقف (مطلع) نہیں۔''

تو خاوند کے بھائی یا اس کے چچا زاد محض ان رشتوں کی وجہ سے بہرحال بیوی کے محرم نہیں ہیں' عزت و آبرو کے تحفظ اور فساد و شر کے ذرائع کو روکنے کی خاطر' اللہ تعالیٰ نے صالح اور غیر صالح میں کوئی فرق نہیں کیا۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ سے خاوند کے بھائی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

((اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ))[1]

''خاوند کا بھائی موت ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب النکاح: باب لایخلون رجل بامراۃ الاذو محرم (ح ۵۲۳۲)
صحیح مسلم۔ کتاب السلام : باب تحریم الخلوۃ بالاجنبیۃ (ح ۲۱۷۲)

''حمو'' سے مراد خاوند کے بھائی (جیٹھ' دیور) ہیں جو کہ بیوی کے لیے محرم نہیں ہیں لہٰذا مسلمان عورت کو دین کے تحفظ اور عزت و آبرو کے بارے میں محتاط رہنا چاہیے۔

ثانیاً: بچے جب بالغ ہو جائیں یا ان کی عمر دس برس یا اس سے زیادہ ہو جائے تو شرمگاہوں کے تحفظ' فتنہ انگیزی سے دور رہنے اور شر کے سد باب کے طور پر ان کے لیے ماں یا بہن کے ساتھ سونا جائز نہیں ہے۔ نبی ﷺ نے دس سال کی عمر میں بچوں کے بستر الگ کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے:

((مُرُوا اَوْلَادَكُم بِالصَّلَاةِ لِسَبْعٍ، وَاضْرِبُوهُم عَلَيْهَا لِعَشْرٍ، وَ فَرِّقُوا بَيْنَهُم فِي الْمَضَاجِعِ))[1]

''سات سال کے بچوں کو نماز کا حکم دو' دس سال کی عمر میں انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو اور ان کے بستر الگ الگ کر دو۔''

اللہ تعالیٰ نے نابالغ بچوں کو بھی ان تین اوقات میں اجازت لے کر اندر آنے کا حکم دیا ہے' جن میں بے پردہ ہونے کے امکانات ہیں اور تاکیداً ان اوقات کا نام (عورات) پردہ رکھا ہے' ارشاد باری ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لِيَسْتَـْٔذِنكُمُ ٱلَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَٰنُكُمْ وَٱلَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا۟ ٱلْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَٰثَ مَرَّٰتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَوٰةِ ٱلْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ ٱلظَّهِيرَةِ وَمِنۢ بَعْدِ صَلَوٰةِ ٱلْعِشَآءِ ۚ ثَلَٰثُ عَوْرَٰتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّٰفُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ ٱللَّهُ لَكُمُ ٱلْءَايَٰتِ ۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝﴾

(النور: ۲۴/ ۵۸)

''اے ایمان والو! تم سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے نابالغ ہوں اپنے آنے کے تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔ نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جبکہ تم اپنے کپڑے اتار رکھتے ہو اور

[1] سنن ابی داؤد۔ کتاب الصلاۃ: باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ (ح ۴۹۵'۴۹۶)

عشاء کی نماز کے بعد' یہ تینوں وقت تمہاری خلوت اور پردہ کے ہیں۔ ان وقتوں کے علاوہ نہ تو تم پر کوئی گناہ ہے نہ ان پر۔ تم ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو۔ اللہ تعالیٰ اس طرح کھول کھول کر اپنے احکام تم سے بیان فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمت والا ہے۔''

جبکہ بالغ مردوں کو ہر وقت گھر والوں سے اجازت لے کر ہی اندر آنے کی اجازت دی ہے۔ فرمایا:

﴿وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

(النور : ۲۴/ ۵۹)

''اور جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں تو انہیں بھی اسی طرح اجازت مانگ کر آنا چاہیے۔ جس طرح ان کے بڑے لوگ (یعنی بالغ) اجازت لیتے رہے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں (کھول کھول کر) بیان فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی علم وحکمت والا ہے۔''

باقی رہے دس سال سے کم عمر کے بچے تو وہ اپنی ماں یا بہن کے ساتھ سو سکتے ہیں' ایک تو اس لیے کہ انہیں ابھی نگرانی کی ضرورت ہے۔ دوسرے یہاں فتنے کا کوئی امکان نہیں' اگر فتنہ و فساد کا خوف نہ ہو تو تمام بالغوں سمیت گھر میں سب لوگ الگ الگ بستروں میں ایک ہی کمرے کے اندر سو سکتے ہیں۔ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ صَحْبِهِ وَ سَلَّمَ۔ (دارالافتاء کمیٹی)

عمر رسیدہ خاتون کا پردہ

سوال: کیا ستر یا نوے سالہ بوڑھی عورت کے لیے اپنے غیر محرم رشتہ داروں کے سامنے چہرہ ننگا کرنا جائز ہے۔؟

فتویٰ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ ﴾ (النور : ۲۴/ ۶۰)

''اور بڑی عمر کی عورتیں جنہیں نکاح کی امید نہیں رہی' وہ کپڑے اتار (کر سر ننگا کر) لیا کریں تو ان پر کچھ گناہ نہیں' بشرطیکہ زینت کو دکھلانے والی نہ ہوں' اور اگر اس سے بھی احتیاط کریں تو ان کے حق میں زیادہ بہتر ہے' اور اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔''

قواعد سے مراد وہ بوڑھی عورتیں ہیں جو نکاح کی امیدوار نہیں اور نہ اپنی زیبائش کو ظاہر کرتی ہیں۔ ایسی عورتیں غیر محرم رشتے دار مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھ سکتی ہیں' لیکن ان کا بھی پردہ کرنا بہتر اور احتیاط کا حامل ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ۝ ﴾ (النور : ۲۴/ ۶۰)

''اگر وہ احتیاط کریں تو ان کے حق میں زیادہ بہتر ہے۔''

نیز اس لیے کہ بعض عورتیں بڑی عمر میں بھی اپنے طبعی حسن و جمال کی بناء پر باعث فتنہ ہوتی ہیں' اگرچہ وہ زیب و زینت کی نمائش کرنے والی نہ بھی ہوں' اور ہاں حسن و جمال کے ساتھ ان کا ترک حجاب جائز نہیں ہے۔ تحسین و تجمیل میں وغیرہ لگانے سے خوبصورتی حاصل کرنا سب شامل ہے۔ (شیخ ابن باز رحمہ اللہ)

نقاب اور برقع کا حکم

سوال: ① جس لباس پر بعض قرآنی آیات یا کلمہ طیبہ پرنٹ ہو' تو عورتوں کے لیے ایسا لباس پہننا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

② اسلام میں برقعہ اوڑھنے کا کیا حکم ہے؟

فتویٰ: ایسے ملبوسات زیب تن کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے' لیکن انہیں توہین اور بے ادبی سے بچانا ضروری ہے۔ جن ملبوسات پر قرآنی آیات پرنٹ ہوں' ان میں

سونا نہیں چاہیے' یا ایسا لباس پہن کر خلوت گاہوں میں نہیں جانا چاہیے' اگر اس کی ضرورت ہو تو لباس سے مقدس آیات اور محترم نام مٹا کر ہی اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بصورت دیگر ان کا احترام لازم ہے۔

دوسرے یہ کہ برقعہ ایسا لباس ہے جو چہرے کی مقدار کے مطابق تیار کیا جاتا ہے۔ دیکھنے کے لیے آنکھوں کے سامنے سوراخ رکھے جاتے ہیں' ایسا لباس پہننا جائز ہے۔ حالت احرام کے علاوہ اس کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں' کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ))[1]

''کہ عورت (دوران احرام) نقاب نہ اوڑھے۔''

نقاب برقع ہی سے عبارت ہے۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ برقع احرام کے علاوہ جائز ہے لیکن سوراخ اس قدر رکھلے نہ ہوں' کہ چہرے کا کوئی حصہ مثلاً' ناک' ابرو' یا رخساروں کا کچھ حصہ ظاہر ہو' کیونکہ اس طرح عورت بعض مردوں کے لیے باعث فتنہ بن سکتی ہے۔ اگر عورت برقع کے اوپر ایک باریک سا دوپٹہ اوڑھ لے جو دیکھنے میں رکاوٹ نہ بنے اور چہرے کے خد و خال چھپا سکے تو زیادہ موزوں ہوگا۔ (شیخ ابن جبرین)

سوال: بعض معمر عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ نوجوان اپنی ممانی کے پاس بیٹھ سکتا ہے۔ کیوں کہ وہ اس کی خالہ جیسی ہے۔ میں نے انہیں ان کی یہ غلطی باور کرانا چاہی اور بتایا کہ محرم رشتوں کی تفصیل بتانے والی آیت بالکل واضح ہے' مگر وہ اس پر مطمئن نہیں ہوتیں۔ آپ اس کے متعلق انہیں کچھ بتانا چاہیں گے؟

فتویٰ: اس میں کوئی شک نہیں کہ ممانی اپنے خاوند کے بھانجے کے لیے اجنبی ہے۔ وہ خاوند سے فراق (علیحدگی) کے بعد اس کے لیے حلال ہے' اس بنا پر وہ اس کے سامنے بے پردہ نہیں ہو سکتی۔ اس کے ساتھ خلوت میں نہیں جا سکتی۔ وہ بھی اس

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب جزاء الصید: باب ماینھی من الطیب للمحرم (ح ۱۸۳۸)

کے چہرے اور دیگر محاسن کو نہیں دیکھ سکتا۔ مندرجہ ذیل آیت میں بیان کردہ رشتوں میں خاوند کے بھانجے کا تذکرہ نہیں ہوا۔

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۔ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۝﴾

(النور : ۲۴/ ۳۱)

”آپ ایمان والی عورتوں سے فرما دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا سنگھار ظاہر نہ ہونے دیں، مگر ہاں جو اس میں سے کھلا رہتا ہے، اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر ہاں اپنے شوہر پر۔ اور اپنے باپ پر۔ اور اپنے شوہروں کے باپ پر۔ اور اپنے بیٹوں پر۔ اور اپنے شوہروں کے بیٹوں پر۔ اور اپنے بھائیوں پر۔ اور اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر۔ اور اپنی بہنوں کے بیٹوں پر۔ اور اپنی (میل جول کی) عورتوں پر۔“

اسی طرح اس کا ذکر اس آیت میں بھی محرم رشتوں کے ساتھ نہیں ہوا:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ ۝﴾ (النساء : ۴/ ۲۳)

”لہٰذا عورت کے لیے خاوند کے بھانجے کا اس کے لیے محرم ہونے کا اعتقاد رکھنا بے اصل ہے۔ پس اس سے آگاہ ہونا ضروری ہے۔“

مؤمنہ عورت کا ہاتھ اور پاؤں کو ننگا کرنا

سوال: کیا میں اپنے خاوند کے بھائیوں کے سامنے صرف ہاتھ پاؤں ننگے کر سکتی ہوں؟

اور کیا خاوند کی موجودگی میں حال (حکم) مختلف ہو سکتا ہے؟

فتویٰ: عورت کے لیے ہر اجنبی شخص سے مکمل پردہ کرنا ضروری ہے' وہ جیٹھ ہو یا دیور' بہنوئی ہو یا چچا زاد بھائی' یا کوئی اور' خاوند کی موجودگی' یا عدم موجودگی کا ایک ہی حکم ہے۔ ان سب لوگوں کی موجودگی میں اس کے لیے جسمانی محاسن اور دیگر پرفتن اعضائے بدن مثلاً چہرہ' بازو' پنڈلی اور سینہ وغیرہ کو چھپانا ضروری ہے۔ جہاں تک ہاتھ اور پاؤں کا تعلق ہے تو بظاہر کسی ضرورت مثلاً کچھ پکڑنا' کوئی چیز لینا دینا وغیرہ کے پیش نظر انہیں ظاہر کرنا جائز ہے۔ ہاں اگر فتنہ کا ڈر ہو تو انہیں بھی ڈھانپنا ضروری ہو گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ضرر کا خوف لاحق ہو تو عورت کو اجنبی لوگوں سے اختلاط اور ہم نشینی سے روکا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(شیخ ابن جبرین)

مؤمنہ عورت کا خاوند کے بھائی کے ساتھ بیٹھنا

سوال: میری ساس یہ چاہتی ہے کہ میں ٹی وی دیکھتے' یا چائے پیتے وقت عباء پہن کر باپردہ حالت میں اس کے بیٹے یعنی اپنے خاوند کے بھائی کی موجودگی میں ان کے پاس بیٹھا کروں جب کہ میں ایسا کرنے سے انکاری ہوں۔ کیا میں انکار کرنے میں حق بجانب ہوں؟

فتویٰ: مذکورہ بالا حالات میں ان کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کرنا آپ کا حق ہے' چونکہ ساس کا مطالبہ تسلیم کرنا باعث فتنہ ہے' آپ کے خاوند کا بھائی جو ابھی تک غیر شادی شدہ ہے' آپ کے لیے اجنبی ہے۔ اس کا آپ کی آواز سننا یا آپ کا سراپا دیکھنا اسی طرح آپ کا اسے دیکھنا سراسر فتنہ ہے۔ لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

(شیخ ابن جبرین)

خاوند کے رضاعی باپ کے سامنے چہرہ ننگا کرنا

سوال: عورت کا اپنے خاوند کے رضاعی باپ کے سامنے چہرہ ننگا کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

فتویٰ: خاوند کے رضاعی باپ کے سامنے عورت کا چہرہ ننگا کرنا راجح قول کی رو سے جائز نہیں ہے' امام ابن تیمیہؒ نے اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ))[1]

''جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں' وہ رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔''

اور خاوند کا باپ چونکہ بیٹے کی بیوی پر نسب کی وجہ سے حرام نہیں بلکہ سسرالی رشتہ کی وجہ سے حرام ہے۔ جیسے کہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ ۝ ﴾ (النساء : ۴/ ۲۳)

''تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں تم پر حرام ہیں۔''

لہٰذا رضاعی بیٹا صلبی بیٹے کے حکم میں نہیں ہے۔ اس بناء پر خاوند کے رضاعی باپ سے پردہ کرنا واجب ہے۔ اور وہ عورت اس کے سامنے چہرہ ننگا نہیں کر سکتی۔ اگر بفرض محال وہ عورت اس آدمی کے رضاعی بیٹے سے الگ ہو جائے تو وہ احتیاطاً رضاعی سسر سے شادی کے لیے حلال نہیں ہو گی۔ جمہور علماء کی یہی رائے ہے۔ (شیخ ابن جبرین)

ماں کا چچا اور ماموں محرم رشتوں میں سے ہیں؟

سوال: کیا عورت کے لیے اپنی ماں کے چچا اور ماموں' یا باپ کے چچا اور ماموں کے سامنے چہرہ کھلا رکھنا جائز ہے؟ یعنی کیا یہ لوگ عورت کے محرم رشتے دار ہیں؟ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ یہ عورت ان کی فروع سے سمجھی جائے گی' جبکہ وہ عورت کی ماں یا باپ کے اصول ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری۔ کتاب الشهادات : باب شهادة على الانساب والرضاعة (ح ۲۶۴۵) صحیح مسلم۔ کتاب الرضاعة : باب تحريم ابنة الاخ من الرضاعة (ح ۱۴۴۷) واللفظ للبخاری

فتویٰ: ہاں! کسی عورت کی ماں یا باپ کا حقیقی چچا' یا صرف ماں یا صرف باپ کی طرف سے چچا یا اسی طرح اس کا حقیقی ماموں تو یہ لوگ عورت کے محارم میں سے ہیں' کیونکہ عورت کے باپ کا چچا اس کا بھی چچا ہے اور عورت کے باپ کا ماموں اس کا بھی ماموں ہے' اسی طرح عورت کی ماں کا چچا اور نسب سے اس کا ماموں اس کے بھی چچا اور ماموں ہیں۔ (شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ)

❀❀❀

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ

مومنات کا پردہ اور لباس



آج کل اسلام دشمنوں کی مسلمانوں کے شعار کو تباہ کرنے کیلئے سازشیں کھلے عام رو بعمل ہیں۔ ان میں پردہ اور داڑھی خاص طور پر ان کا ہدف ہیں۔ کافر آج کل ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ وہ خاتون اسلام کو کسی نہ کسی طرح جدید تہذیب کی ظاہری چکا چوند سے خیرہ کر کے بے پردہ کر دیں۔ وہ پردہ دار مومنات کو رجعت پسند، بنیاد پرست، اور پسماندگی کا نشان بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پردہ عورت کا حصار ہے۔ اس کی عفت و عصمت کے تحفظ کا ضامن ہے اور اللہ و رسول کی رضا کا باعث ہے۔ معاشرے میں اسے بلند اور باعزت مقام عطاء کرتا ہے۔ آج عورت کو بازار کی جنس بنانے کیلئے عالم کفر کا پورا میڈیا برسرِ پیکار ہے۔ وہ جدید فیشنوں اور کپڑوں کے نت نئے حیاء سوز لباس متعارف کروا کر اور پھر اس کو پردہ سکرین پر دیدہ زیب انداز میں پیش کر کے، مسلم خواتین کے لئے کشش کا باعث بنا رہا ہے۔ تا کہ وہ دنیا کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے کے نام پر بے پردہ ہو جائیں۔ وہ کسی حد تک اپنے مزموم مقاصد میں کامیاب بھی ہو چکا ہے۔ آج سے کئی سو سال قبل بھی عالم کفر کی یہی خواہش تھی جس کو محسوس کرتے ہوئے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے یہ کتاب تصنیف کی۔ جو بعض مزید مفید اضافوں کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں عورت کے بعض جدید فیشن ایبل ملبوسات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ مومنات کے پردہ کے موضوع پر ایک لاجواب کتاب ہے۔

مُحمّد طاھر نقاشؔ

دَارُالابلاغ

کتاب و سنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ